الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

The AL FAZL QADIAN

تار کا پتہ الفضل قادیان

الہام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پیشگی فی پرچہ ۱/ سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... مینجر الفضل

نمبر [illegible] مورخہ ۵ اپریل ۱۹۲۹ء یوم جمعہ مطابق ۲۴ شوال ۱۳۴۷ھ جلد ۱۶

مدینۃ المسیح

ایام مجلس مشاورت میں آٹھ اصحاب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے دست مبارک پر بیعت کی ۔

یکم اپریل ۱۹۲۹ء سے قادیان ایک چوتھی گاڑی آنا شروع ہوئی ہے۔ پہلی گاڑیوں کے اوقات میں کسی قدر تبدیلی ہو گئی ہے تفصیل اگلے پرچہ میں درج کیا جائیگا ۔

یکم اپریل سے ڈاک بھی بذریعہ ریل دو دفعہ آنے جانے لگی ہے ڈیلیوری کا وقت ساڑھے گیارہ بجے اور دوسری کا ساڑھے تین بجے رکھا گیا ہے ۔

یکم اپریل مولوی اللہ دتا صاحب کو انجمن اسلامیہ کوٹلی ریاست کی درخواست پر ان کے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے بھیجا گیا

مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء کی مختصر روئداد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظور فرمودہ تجاویز

۳۰۔اپریل ۱۹۲۹ء قبل از دوپہر چونکہ مختلف سب کمیٹیوں کے اجلاس ہوتے رہے۔ اس لئے مجلس مشاورت کا اجلاس ۳ بجے بعد دوپہر منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور دعا کے بعد کارروائی شروع ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے سب سے پہلے

نظارت امور عامہ

کی سب کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی رپورٹ پیش کی۔ اور ہر تجویز علیحدہ علیحدہ پر نمائندگان کو اظہار خیالات کا موقعہ دیا گیا۔ نظارت امور عامہ کی پہلی تجویز

فارم درخواست نکاح خوانی

کے متعلق تھی۔ یعنی ایسے لڑکے اور لڑکیاں جو نکاح کے وقت قادیان میں موجود نہیں ہوتے ان کی طرف سے رضامندی کی تحریری درخواست نکاح خواں کے نام آنی چاہئے

امور عامہ کی طرف سے اس قسم کی درخواست کا نمونہ بھی پیش کیا گیا۔ جب یہ معاملہ مجلس میں پیش ہوا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک تو یہ کہ آیا اس قسم کا فارم ہونا چاہئے۔ یا نہیں۔ دوم یہ کہ اگر ہونا چاہئے۔ تو اس کی شکل کیا ہو۔ امر اول کے متعلق کئی ایک اصحاب کے موافق اور مخالف تقریریں کرنے کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے آراء طلب کیں تو مخالفت میں صرف چودہ آراء شمار کی گئیں۔ اور تائید میں اتنی زیادہ رائیں تھیں کہ شمار کرنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے فیصلہ کثرت رائے کے حق میں دیا ۔

اس کے بعد فارم کی شکل کے متعلق گفتگو ہوئی جس میں بعض ترمیمیں پیش ہوئیں۔ آخر کثرت رائے کے حق میں فیصلہ صادر فرماتے ہوئے حضور نے فارم میں ضروری شرائط اور مہر کی رقم کے خانے بڑھانے کی ترمیم منظور فرمائی۔ اس

فارم کا لڑکے اور لڑکی سے پُر کرانا صرف اس صورت میں لازمی ہوگا۔ جبکہ لڑکا اور لڑکی نکاح کے وقت قادیان میں موجود نہ ہوں۔ اگر نکاح پڑھوانے والے اصحاب انہیں ساتھ لے آئیں گے۔ تو پھر اس کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس وقت اگر لڑکی دریافت کئے جانے پر خاموش رہیگی۔ تو اس کی رضامندی کے لئے یہی کافی ہوگا۔

اس کے بعد ایک دوسرا فارم پیش ہوا جس کا پُر کرنا اس صورت میں ضروری قرار دیا گیا تھا۔ جبکہ نہ لڑکا قادیان میں آئے۔ نہ لڑکی۔ اور نہ ان کے ولی۔ بلکہ وہ کسی اور کو اپنی طرف سے وکیل کر کے بھیجدیں۔

اس کے متعلق کوئی ترمیم پیش نہ ہوئی۔ بلکہ سب کمیٹی کے مجوزہ فارم کے حق میں بہت کثرت سے آراء پیش ہوئیں۔ حضور نے اسے منظور فرمالیا۔ امور عامہ کی طرف سے دوسری تجویز مقامی نزاعوں کے انسداد کیلئے

پنچائتوں کا تقرر

کے متعلق تھی۔ موافق و مخالف تقریروں کے بعد جب آراء طلب کی گئیں۔ تو بہت کثرت سے آراء اس کی تائید میں نکلیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی منظوری کا اعلان فرمایا۔

تیسری تجویز جماعت کی

جسمانی صحت اور طاقت

درست و تیار دینے کا طریق عمل میں لانے کے متعلق تھی۔ اس پر اظہار خیالات ہو جانے کے بعد حضور نے یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ ۱۔ جو لوگ معذور نہ ہوں ان کے سوا سب لوگ خواہ وہ کسی عمر کے ہوں۔ کوئی نہ کوئی ایسی ورزش ضرور کریں۔ جو صحت کے لئے مفید ہو۔ تکلیف برداشت کرنے کی عادت بنانے۔ بہادری اور جرأت میں مدد ہو۔ ۲۔ تلوار چلانے اور گتکہ سکھانے کی ایسی تجویز ہے۔ جس پر سب کے سب لوگ عمل نہیں کر سکتے۔ مگر جماعت کو منظم کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ اس لئے میں یہ قرار دیتا ہوں۔ کہ وہ نوجوان جو ۲۵ سال کی عمر تک کے ہوں۔ انہیں فوجی ورزشیں اور فوجی کام سکھائے جائیں۔ نیز تلوار اور گتکہ کا کام بھی سکھایا جائے۔ یوں تلوار تو ہر اس شخص کو ضرور رکھنی چاہئے۔ جو گورنمنٹ کی اجازت کے ماتحت رکھ سکتا ہے۔ میں نے اس سال انصار اللہ کے ممبروں کے لئے ضروری قرار دیدیا ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک تلوار رکھے اور انہیں تلوار چلانا سکھایا جائے۔ اسی طرح باہر کی جماعتوں کو بھی چاہئے کہ نوجوانوں کی انجمنیں انصار اللہ کے نام سے بنائیں۔ اور ان کے لئے تلوار کا کام سیکھنا ضروری قرار دیا جائے۔ بڑی عمر کے لوگ بھی سیکھیں مگر ان کے لئے لازمی نہ ہو۔ لیکن نوجوانوں کے لئے لازمی رکھا جائے۔ یہاں اس کام کے لئے انسٹرکٹر رکھا جائیگا۔ باہر کی جماعتیں اگر ایک ایک دو دو نوجوانوں کو یہاں بھیجدیں۔ جو یہاں کام سیکھکر اپنی اپنی جماعتوں میں جاکر سکھائیں۔ تو اس طرح ساری جماعت کے نوجوان سیکھ سکتے ہیں۔ میں یہ کام امور عامہ کے سپرد کرتا ہوں۔ کہ وہ تلوار چلانے اور گتکہ سکھانے کا انتظام کرے۔

اس کے بعد سب کمیٹی

نظارت دعوۃ و تبلیغ

کی رپورٹ جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے نے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی پیش کی جس میں صرف امریکہ کے تبلیغی مشن کو جاری رکھنے یا بند کر دینے کا سوال تھا۔ سب کمیٹی نے مشن جاری رکھنے کی تجویز کی تھی۔ اور جب

عام اجلاس میں آراء طلب کی گئیں۔ تو کثرت سب کمیٹی کے ساتھ متفق ثابت ہوئی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تجویز کو بجٹ کے موقعہ پر پھر پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ تاکہ اس کے اخراجات کے متعلق بھی غور کیا جا سکے۔

اس کے بعد سب کمیٹی

نظارت بیت المال

کی رپورٹ جناب مولوی عبدالمغنی صاحب ناظر بیت المال نے پیش کی اور بجٹ زیر بحث لایا گیا۔ بہت سے نمائندگان نے اپنی واقفیت میں اضافہ کرنے کے لئے سوالات کئے۔ جن کے نظارتوں کی طرف سے جواب دئے گئے۔ اور اس طرح ہر ایک صیغہ کے بجٹ آمد و خرچ پر بڑا غور و فکر کرنے کے بعد حضرت اقدس سے اس کی منظوری کی درخواست کی گئی۔ بجٹ اخراجات کے لحاظ سے جس کفایت شعاری اور احتیاط سے بنایا گیا تھا۔ اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے۔ کہ اخراجات کی کسی مد میں نمائندگان نے نہ صرف کمی کی ضرورت محسوس نہ کی۔ بلکہ امریکن مشن اور احمدیہ ہوسٹل کے اخراجات کی بہت بڑی رقم کا باصرار اضافہ کرایا۔ اس کے مقابلہ میں آمد کے بجٹ میں کئی رقوم کو بڑھا دیا۔ اور چندہ خاص وصول کرنے پر زور دیا۔ حضرت اقدس کی طرف سے بجٹ کی منظوری حاصل ہونے پر اجلاس ختم ہوا۔ جو ۳ بجے سے رات کے گیارہ بجے تک مسلسل جاری رہا۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے مسجد مبارک میں تشریف لاکر مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھائیں۔ اور پھر حضور کی طرف سے تمام نمائندگان جماعت۔ تمام مہمانوں اور بہت سے مقامی اصحاب کو حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے مکان میں

دعوت طعام

دی گئی چونکہ مہمانوں کی تعداد بہت کثیر تھی۔ رات بھی زیادہ گزر چکی تھی۔ کھانا کھلانے والے منتظمین اپنا انتظام عمدگی کے ساتھ قائم نہ رکھ سکے۔ آخر دو ڈیڑھ بجے لوگ فارغ ہوئے۔

تیسرے دن مجلس کا اجلاس صبح کے ۸½ بجے شروع ہوا۔ حضور نے کارروائی کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا۔ احباب دعا کرتے وقت جماعت احمدیہ سماٹرا کے لئے بھی دعا کریں جس کی طرف سے تار آیا ہے۔ وہاں ۶ اپریل کو مباحثہ ہوگا۔ احمدی بہت تکالیف میں ہیں۔

دعا کے بعد سب کمیٹی بیت المال کی رپورٹ پھر پیش ہوئی جس میں

امداد باہمی

کی سکیم درج تھی۔ اسے حضرت اقدس نے چار شقوں میں تقسیم کر کے اظہار خیالات کے لئے ارشاد فرمایا۔ ۱۔ یہ کہ اس سکیم پر ابھی غور کیا جائے۔ ۲۔ یہ کہ سب کمیٹی کی تجویز کو منظور کیا جائے یا نہ۔ ۳۔ اس کے ممبر سب کمیٹی کے تجویز کردہ ممبر ہوں۔ یا اور۔ ۴۔ ایسی کوئی سکیم جاری نہ کی جائے۔

بہت سے اصحاب کے اظہار رائے کے بعد حضور نے آراء طلب فرمائیں۔ اس امر کے متعلق کہ اس سکیم کیلئے سب کمیٹی بنائی جائے۔ اور اس کمیٹی کے متعلق اسوقت فیصلہ ہو اس کے حق میں ۱۵۰ رائیں شمار ہوئیں۔ اور اس بارے میں کہ سب کمیٹی نہ بنائی جائے بلکہ اصل سکیم پر اسوقت غور ہو ۳۴ آراء۔ حضور نے کثرت آراء کے حق میں فیصلہ دیا۔ پھر سب کمیٹی کے تجویز کردہ ممبروں کی بجائے اور کمیٹی بنائی جائے۔ اس کی تائید میں ۱۱۰ رائیں شمار ہوئیں۔ حضور نے اسے منظور فرمالیا۔ کمیٹی کے اور ممبر تجویز کئے گئے۔ جن کا کام ہوگا کہ تین ماہ کے اندر اندر اپنی رپورٹ پیش کریں۔

اس کے بعد سب کمیٹی

نظارت تعلیم و تربیت

کی رپورٹ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے نے بحیثیت سیکرٹری پیش کی۔ اس میں پہلا سوال یہ قابل غور تھا۔ کہ بعض سرکاری فوجی ملازمتوں میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ ملازم ڈاڑھیاں منڈوائیں۔ جو مسلمانوں کے لئے مذہباً جائز نہیں اس کے متعلق کیا کارروائی کرنی چاہیئے۔

اس تجویز پر مخالف و موافق بہت پرجوش اور گرم تقریریں ہوئیں۔ سرکاری اور خاص کر اعلیٰ فوجی ملازموں کی طرف سے اپنی مشکلات پیش کی گئیں۔ اور دوسری طرف سے مذہبی شعار کو قائم رکھنے پر زور دیا گیا۔ آخر بڑی بحث کے بعد جب آراء طلب کی گئیں۔ تو ۴۰ رائیں اس امر کی تائید میں شمار ہوئیں۔ کہ ۱۹۲۷ء کی مجلس مشاورت میں ڈاڑھی نہ رکھنے والوں کے لئے جو تعزیر قرار دی گئی تھی۔ کہ انہیں جماعت کا کوئی عہدہ نہ دیا جائے۔ اور مجلس مشاورت کا نمائندہ منتخب نہ کیا جائے۔ اس کا نفاذ ان لوگوں پر نہ کیا جائے۔ جو اپنی مشکلات خلیفہ وقت کے حضور پیش کر کے اپنے آپ کو مستثنیٰ کرا لیں۔ ۴۰ اصحاب نے اس کے حق میں اور ۹۰ نے خلاف رائیں دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے منظور فرمالیا۔

اس کے بعد سب کمیٹی

نظارت اعلیٰ

کی رپورٹ جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب ناظر اعلیٰ نے بحیثیت سکرٹری پیش کی۔ پہلی تجویز

نظام جماعت

کے متعلق تھی۔ گفتگو کے بعد جب آراء لی گئیں۔ تو کثرت حق میں نکلی اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے کمیٹی کی تجویز منظور فرمالی۔ پھر

عورتوں کا حق نمائندگی

کے متعلق بہت پرجوش بحث ہوئی۔ موافق اور مخالف زبردست تقریریں کی گئیں۔ اس دن اگرچہ حسب پروگرام ۱۲ بجے کانفرنس ختم ہو جانی چاہیے تھی لیکن اس مسئلہ نے اس قدر دلچسپی پیدا کی۔ کہ ڈیڑھ بجے تک اجلاس جاری رہا۔ اور پھر بہت سے احباب تقریر کرنے کے خواہشمند پائے گئے اس پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈیڑھ گھنٹہ نماز اور کھانے کیلئے اجلاس برخاست کیا۔ اور پھر تین بجے شروع کیا گیا۔ آخر مخالف و موافق آراء سننے کے بعد جب رائیں طلب کی گئیں۔ تو ہم ۱۸ تائید میں اور ۲۹ خلاف نکلیں۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقریر فرمائی جس میں اس مسئلہ کی اہمیت اور اس کے متعلق خطرات اور نقصانات بیان کئے بالآخر آئندہ سال تک پھر اس کے متعلق غور و فکر کا موقعہ دیا۔

نظارت اعلیٰ کی ایک تجویز

مجلس مشاورت میں تجاویز

بھیجنے کے متعلق تھی۔ جس پر کثرت رائے سے یہ پاس ہوا۔ کہ مجلس میں پیش ہونے کے لئے کوئی تجویز بھیجنے سے قبل مقامی انجمن میں پیش ہونی چاہئے اور پھر منظوری کے بعد آنی چاہیئے۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے مختصر سی آخری تقریر فرمائی۔ کیونکہ شام کی گاڑی کی روانگی میں بہت تھوڑا وقت رہ گیا تھا۔ اور پھر دعا کے ساتھ جلسہ ختم فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی مصروفیت

حضور نہ صرف کانفرنس کے ہر ایک اجلاس میں شروع سے آخر تک ساری کارروائی کو سنتے۔ بلکہ مشکل اور پیچیدہ معاملات میں اظہار خیالات کے لئے راہنمائی بھی فرماتے......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

58

نمبر ۷۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ اپریل ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء میں جماعت احمدیہ کے

دینی جوش کا مظاہرہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال کی مجلس مشاورت ہر رنگ اور ہر لحاظ سے نہایت کامیاب اور شاندار تھی۔ پنجاب کی مختلف جماعتوں کے نمائندوں کے علاوہ جن میں بڑے بڑے معزز اور قابل اصحاب تھے۔ ہندوستان کے ہر صوبہ کے اعلےٰ پایہ کے نمائندے بھی شریک ہوئے ؞

تین دن میں چار عام اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں کئی کئی گھنٹے مسلسل گفتگو ہوتی رہی۔ نہایت اہم امور زیر غور آئے۔ اور مجلس شوریٰ کے ایجنڈا میں جس قدر امور درج تھے۔ ان میں سے سوائے ایک کے سب پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث ہوئی ؞

اس دفعہ جہاں سالانہ بجٹ تفصیل کے ساتھ مجلس میں پیش ہوا وہاں اس پر گفتگو بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ ہوئی۔ نمائندگان جماعت کو ہر ایک صیغہ کے متعلق غور و خوض کرنے کا کافی موقعہ ملا۔ اور یہ بات پایۂ ثبوت تک پہونچ گئی۔ کہ خدا تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کو وہ اخلاص اور دینی جوش بخشا ہے۔ جو اپنی نظیر آپ ہی ہے ؞

چونکہ مسلسل کئی سال سے فصلوں کی تباہی اور قحط سالی کی وجہ سے ہر طبقہ کے لوگوں کی مالی مشکلات بہت بڑھ گئی ہیں۔ اس لئے ان کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ اس دفعہ اخراجات میں کمی کرنے کے لئے بجٹ میں بعض مدات کو تخفیف میں لایا گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی چندہ خاص بھی نہیں رکھا گیا تھا۔ جو گذشتہ چند سالوں سے مقررہ چندہ کے علاوہ وصول کیا جاتا تھا۔ لیکن جب یہ باتیں نمائندگان جماعت احمدیہ کے سامنے آئیں۔ تو انہوں نے بڑے زور کے ساتھ ان کی مخالفت کی۔ اور بڑی خوشی اور جوش کے ساتھ نہ صرف تخفیف شدہ مدات کے اخراجات مہیا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ بلکہ چندہ خاص کی ادائیگی کے لئے بھی پوری مستعدی کا اظہار کیا ؞

۲۸-۱۹۲۹ء میں چندہ خاص کی مد میں تیس ہزار کے قریب رقم جمع ہوئی تھی۔ لیکن ۳۰-۱۹۲۹ء کے بجٹ میں اس خیال سے یہ مد نہ رکھی گئی۔ کہ ایک تو قحط سالی کی وجہ سے جماعت کے احباب کو غیر معمولی مالی مشکلات کا سامنا تھا۔ دوسرے کئی سال سے یہ غیر معمولی چندہ وصول ہو رہا تھا۔ لیکن مجلس میں بڑے زور کے ساتھ یہ سوال اٹھایا گیا۔ کہ جبکہ سلسلہ کے اخراجات میں مشکلات درپیش ہیں۔ اور اسی لئے بعض جاری شدہ کاموں کو تخفیف میں لایا گیا ہے۔ تو کیوں اس سال چندہ خاص نہ رکھا جائے ؞

اس سوال کے اٹھانے کا صاف اور واضح مطلب یہ تھا۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ ذاتی طور پر خواہ کس قدر مالی مشکلات میں ہوں۔ تاہم وہ اس بات کے لئے بخوشی تیار ہیں۔ کہ سلسلہ کے لئے بڑی سے بڑی مالی قربانی کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ چنانچہ متفقہ طور پر اس بات پر زور دیا گیا۔ کہ اس سال بھی چندہ خاص ضرور جماعت سے وصول کیا جانا چاہیئے۔ اور اس طرح سلسلہ کی مالی مشکلات کو کم کرنے کی کوشش کی جائے ؞

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ دین کے لئے اپنے اوپر تکلیف برداشت کر کے مالی قربانی کرنے کے لئے کس خوشی اور کتنے اصرار کے ساتھ آمادہ ہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو ہماری جماعت کے لئے خاص فضیلت اور امتیاز کا باعث ہے۔ ہر ایک گورنمنٹ کے متعلق اس بات پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ کہ ٹیکس اڑا دئے جائیں۔ یا بہت کم کر دئے جائیں۔ حالانکہ گورنمنٹیں جو ٹیکس وصول کرتی ہیں۔ ان کا بڑا حصہ ٹیکس دہندگان ہی کے آرام و آسائش کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ جو ایک غریبوں کی جماعت ہے۔ اس کی یہ حالت ہے۔ کہ اس کے منتخب شدہ اور چیدہ نمائندے اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ ان سے گذشتہ سالوں میں ایک خاص چندہ جو وصول کیا جاتا رہا ہے۔ اسے آئندہ بھی ضرور وصول کر کے دین کے لئے خرچ کیا جائے۔ اور اس کا وصول نہ کیا جانا ان کی ناراضگی کا باعث بنتا ہے کیا یہ ایک ایسا امتیاز نہیں؟ جو ہماری جماعت کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اور کیا اس سے ہماری جماعت کی دین کے لئے قربانی کے بے نظیر جذبہ کا ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ نمائندگان جماعت نے اس کے متعلق بغیر کسی ایک رائے کے اختلاف کے اتنا زور دیا۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ سے اسے منظور کرا ہی لیا ؞

اس سے بھی بڑھ کر مجلس مشاورت کے نمائندگان نے اپنے اخلاص اور دینی جوش کا اظہار اس وقت کیا۔ جب ان کے سامنے امریکہ کے تبلیغی مشن کو بند کر دینے کا سوال پیش ہوا۔ بہت سے اصحاب نے اس کے متعلق نہایت پر جوش تقریریں کیں۔ اور بتایا۔ یہ کسی صورت میں بھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ کہ امریکہ مشن کو بند کر دیا جائے۔ ہم بھوکے رہنا پسند کریں گے۔ تکلیفیں برداشت کریں گے۔ لیکن یہ سننا گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ تبلیغ کا کام جو امریکہ میں ہو رہا ہے۔ اسے بند کر دیا جائے۔ ہمارا کام تو یہ ہے۔ کہ دنیا کے ہر کونہ میں تبلیغ اسلام کا انتظام کریں۔ اور اس بارے میں ہمارا قدم آگے ہی آگے بڑھے۔ نہ یہ کہ جہاں کئی سال سے تبلیغ کی جا رہی ہے۔ اور بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں وہاں تبلیغ کا کام بند کر دیں ؞

اس معاملہ پر جب حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے آراء لیں۔ تو بہت بڑی کثرت نے امریکن مشن جاری رکھنے کے حق میں رائیں دیں۔ اور بجٹ میں اس مشن کے اخراجات کا اضافہ کرنے کی تجویز پیش کی۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ نے اسے منظور فرمالیا ؞

اسی طرح کالجوں کے احمدی طلباء کے لئے کئی سالوں سے لاہور میں جو ہوسٹل جاری ہے۔ اور جس پر سالانہ جماعت کو ایک بہت بڑی رقم صرف کرنی پڑتی ہے۔ اس کے بند کرنے کا ذکر آیا۔ تو نمائندگان نے اس سے بھی شدید اختلاف ظاہر کیا۔ اور اس کا جاری رکھنا ضروری قرار دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس خواہش کو بھی منظور فرمالیا جس سے بجٹ میں ایک بڑی رقم کا اور اضافہ ہو گیا ؞

اسی طرح گذشتہ سال کی مجلس مشاورت میں جو یہ تجویز پیش ہوئی تھی۔ کہ نظارت دعوت و تبلیغ ہر سال اندرون ہند کی تبلیغ کے لئے کم از کم تین مبلغوں کا اضافہ کرتی رہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے منظور فرمالیا تھا۔ اس کے مطابق بجٹ میں گنجائش نہ رکھنے کے متعلق بھی سوال اٹھایا گیا ؞

ان امور سے ظاہر ہے۔ کہ خواہ جماعت کے مالی حالات کیسے ہی ہوں۔ اور وہ کس قدر مشکلات میں سے گذر رہی ہو۔ اسے قطعاً یہ گوارا نہیں۔ کہ سلسلہ کے کسی جاری شدہ کام کو بند کر کے اخراجات میں تخفیف کی جائے۔ بلکہ اس کی مذہبی غیرت اور حمیت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ خواہ عسر ہو یا یسر۔ اپنا قدم ترقی کی طرف ہی بڑھائے ؞

یہ نہایت مبارک جذبہ ہے۔ اور ایسا مبارک جذبہ ہے۔ جو اس جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ جسے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑے ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اور جس کا فرض ہے۔ کہ ساری دنیا کو خدا واحد کے سچے دین کی دعوت دے۔ جو جماعت اس مقصد اور مدعا کو لے کر کھڑی ہوئی ہو۔ وہ بحالات موجودہ خواہ کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو کتنی ہی مشکلات میں گھری ہوئی کیوں نہ ہو۔ اگر اس کے حوصلے اتنے بلند نہ ہوں۔ اگر اس کی ہمتیں اتنی قوی نہ ہوں۔ اگر اس کے ارادے اتنے وسیع نہ ہوں۔ تو پھر کس طرح امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ کامیابی کا مونہہ دیکھ سکے گی۔ ہماری جماعت کا اس وقت قلیل ہونا۔ غریب ہونا کمزور ہونا۔ مشکلات میں پڑے ہونا۔ ہر چہار اطراف سے دشمنوں کے نرغے میں ہونا۔ غرضیکہ ہر قسم کی تکالیف میں مبتلا ہونا قطعاً ایسی باتیں نہیں جن سے کسی عقلمند اور دور اندیش کے لئے یہ خیال کر لینے کا ذرا بھی موقعہ ہو کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ گذشتہ بڑے بڑے

انبیاء کی جماعتوں پر یہ ساری حالتیں گذری ہیں۔ مگر باوجود اس کے دنیا جانتی ہے۔ کوئی چیز انہیں اپنے مدعا کے حصول سے روک نہ سکی۔ لیکن اگر ہم میں مشکلات پر غالب آنے کا حوصلہ نہ ہو۔ اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کا جوش نہ ہو۔ اور روز بروز ترقی کرنے کا ولولہ نہ ہو۔ تو پھر کسی کے کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں خود ہی سمجھ لینا چاہیئے۔ کامیابی سے ہم اتنے ہی دُور رہیں گے۔ جتنے وُہ لوگ دُور رہتے ہیں جن کی قسمت میں نامرادی لکھ دی جاتی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کو مبارک ہو۔ کہ اس کے ہر ایک فرد میں خواہ وُہ بڑا ہو۔ یا چھوٹا۔ امیر ہو یا غریب۔ مرد ہو۔ یا عورت۔ وہ ولولہ موجود ہے۔ جو انبیاء کی جماعتوں میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کا تازہ ثبوت اس سال کی مجلس مشاورت میں نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پس ہم خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ضرور کامیاب ہونگے۔ اور اپنے مقصد کو پہونچ جائیں گے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جلد سے جلد اس مدعا کی طرف قدم بڑھائیں۔ اور جس جوش اور اخلاص کا اظہار مجلس مشاورت میں کیا گیا ہے۔ اسے اپنے اعمال کے ذریعہ ثابت کرکے دکھائیں اگر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم مجوزہ بجٹ تو ضرور پورا کریں۔

امید ہے۔ وہ اصحاب جو اس سال مجلس مشاورت میں اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے نمائندے بن کر شریک ہوئے۔ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائگی کے لئے سر توڑ کوشش کرینگے۔ اور اس وقت تک آرام و چین کی نیند نہ سوئیں گے۔ جب تک موجودہ مالی مشکلات کو دُور نہ کریں گے۔

شُدھی بازو کی سرگرمیاں

۱۳ - مارچ ۱۹۲۹ء "بھارتیہ شدھی سبھا" کا سالانہ اجلاس نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ جنرل سیکرٹری نے اس میں جو رپورٹ پیش کی اس میں بتایا۔

"سبھا نے ۱۹۲۸ء میں سات ہزار کے قریب صرف مسلمانوں کی شدھیاں کی ہیں۔ عیسائیوں کی شدھیاں اس سے علیحدہ ہوئی ہیں" (تیج ۱۸ - مارچ)

ہندوؤں کی بے شمار اشدھی سبھائیں اس وقت ہندوستان کے اندر کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک کی کارگذاری اوپر درج ہے۔ مسلمان اسے مطالعہ کریں۔ اور سوچیں۔ ان حالات میں وُہ کتنا عرصہ اور زندہ رہ سکیں گے۔

ہندوؤں کی آبادی ملک کے اندر مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ ہے پھر انہیں ہر حیثیت سے مسلمانوں پر فوقیت حاصل ہے۔ بایں ہمہ وُہ پوری تندہی اور سرگرمی سے اپنی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں جس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں۔ کہ مسلمانوں کی طاقت اور تعداد دن بدن کم ہو رہی ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمان قوم ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ اور اس صورت حالات کے خطرناک عواقب اور تباہ کن نتائج پر ذرہ بھی غور نہیں کرتی۔

خدا تعالےٰ نے تبلیغ و اشاعت مسلمانوں پر فرض کی تھی۔ رسول خدا نے اسے نہایت ضروری اور اہم قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو خصوصیت سے اس طرف توجہ دلائی تھی لیکن مسلمان اس سے غفلت کے نتائج سے بالکل لاپرواہ ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ تبلیغ کو فراموش کرکے وُہ خدا تعالےٰ کی ناراضگی کے علاوہ دنیا میں کسی صورت میں بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ عوام کا تو خیر ذکر ہی کیا۔ بڑے بڑے لیڈر اور ہمدردی اسلام کا دم بھرنے والے اس اہم ضرورت سے غافل ہیں۔ اور اس پر مزید مصیبت یہ ہے۔ کہ تبلیغ اسلام کے لئے فروشانہ جدوجہد کرنے والوں کی مخالفت کرنے اور ان کے رستہ میں مشکلات اور روکاوٹیں پیدا کرنے میں ہی اپنی نجات کا راز مضمر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔

آریہ سماج اور نوجوان

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں لکھا جاچکا ہے۔ کہ ہندوؤں کی نئی پود اپنے مذہب سے بیزار اور بدظن ہوکر عملی طور پر اسے ترک کر چکی ہے۔ اور چونکہ آریہ سماج کو خطرہ ہے۔ یہ نوجوان حلقہ بگوش اسلام ہوئے بغیر اطمینان قلب حاصل نہیں کرسکتے۔ اس لئے آریہ سماج نے انہیں اسلام سے بدگمان کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تعلیم اسلام کو بگاڑ کر غلط صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کا منظم پروپیگنڈا کر رکھا ہے۔

نوجوانوں کی ویدک دھرم سے بیزاری کے ثبوت میں آج ہم ایک زبردست ثبوت پیش کرتے ہیں۔ آریہ گزٹ ۲۳ - مارچ لکھتا ہے:-

"بھگوان دیانند کے جھنڈے تلے سب سے پہلے جو آئے۔ وہ نوجوان تھے ...... لیکن آج آریہ سماج میں نوجوانوں کا کال سا پڑا ہے۔ اور جو مٹھی بھر نوجوان آریہ سماج میں نظر آتے ہیں۔ وہ بیدل سے دکھائی دیتے ہیں۔ آریہ سماج شبھ چنتکوں کو وچارنا چاہیئے۔ کہ کیا کارن ہے رشی دیانند کے جھنڈے کو چھوڑ کر نوجوان دوسری طرف جارہے ہیں"

اصل بات یہ ہے۔ کہ سوامی دیانند سے قبل آفتاب علم کی ضیا پاشیوں کے سبب ہندو نوجوان ویدوں سے بیزار ہوچکے تھے۔ اور ان کے دلوں میں ویدوں کے متعلق بے اطمینانی پیدا ہو چکی تھی۔ عین اس وقت سوامی دیانند کھڑے ہوئے۔ نوجوانوں نے خیال کیا۔ شاید یہی شخص ہمارے اطمینان کا موجب ہوسکے۔ اور ہم اپنے آبائی مذہب کو ترک کئے بغیر اسی کی پیروی سے ان معاشرتی مشکلات اور الجھنوں سے رہائی حاصل کرسکیں جس میں ویدک تعلیم نے ہمیں ڈال رکھا ہے۔ اسی امید اور آرزو کے ساتھ وُہ سوامی دیانند کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے لیکن اس جھنڈے تلے جانے کے بعد بھی جب ان کے لئے کوئی آسانیاں پیدا نہ ہوسکیں۔ اور سوامی دیانند کی پیش کردہ تعلیم ان کے لئے بجائے سہولتیں بہم پہونچانے کے مزید کاوشوں کا موجب ثابت ہوئی تو وہ اس سے بھی بیزار ہوگئے۔ اور آج بقول آریہ گزٹ یہ حالت ہے کہ "آریہ سماج میں نوجوانوں کا کال سا پڑا ہے" اور جو بد قسمت معاشرتی یا تمدنی تعلقات کی بنا پر شامل رہنے پر مجبور ہیں۔ وُہ "بیدل سے دکھائی دیتے ہیں"

کیا اس کا صاف طور پر یہ مطلب نہیں۔ کہ تہذیب یافتہ اور زیور تعلیم سے آراستہ دماغوں کو ویدک تعلیم مطمئن نہیں کرسکتی۔

اِشارات

مسلمانانِ ہند کے "دارالعلوم دیوبند" کے منتظمین دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ اور دونوں میں عرصہ سے زور شور سے جنگِ زرگری جاری ہے۔ دونوں طرف سے خوب خاک اڑائی جارہی اور ایک دوسرے پر اتہامات لگائے جارہے ہیں۔ جو پارٹی اس وقت دارالعلوم کو چلا رہی ہے۔ اس کا آرگن "الانصار" ہے۔ اور مخالفین جو دارالعلوم میں فسادات کی اصلاح کے مدعی ہیں۔ "مہاجر" نامی اخبار کے ذریعہ اپنے خیالات کی اشاعت کرتے ہیں۔

مہاجر کے ادارۂ تحریر کی مجلس منتظمہ کے ناظم "حامد الانصاری غازی" اور مدیر مسئول عبدالوحید صدیقی غازی پوری ہیں۔ اگرچہ دنیا کا کوئی پڑھا لکھا انسان اس معمہ کو حل نہیں کرسکتا کہ حامد الانصاری صاحب گھر بیٹھے ہی "غازی" کس طرح بن گئے۔ لیکن وہ "دارالعلوم" سے تعلق رکھتے ہیں ان پر بے علمی کا الزام کسی طرح بھی عائد نہیں کیا جاسکتا۔

بہر حال ناظم صاحب میں اپنے لقب اور مدیر صاحب میں اپنے وطن کی نسبت سے شوقِ غزا بہت زوروں پر ہے۔ اور آپ نے بقول غالبؔ

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق ۔ نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

ابھی جوت بیزار کو ہی غزا سے تعبیر کرلیا ہے۔

یہاں تک تو خیر تھی۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے۔ کہ اسی شوق میں یہ لوگ خدا تعالےٰ سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوچکے ہیں۔ اور اگر دیوبندی معاصر "الانصار" (۲۴ - مارچ) کی اطلاع درست ہے۔ تو مولوی بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار بھٹہ نے جو بقول اس کے "مصلح جماعت کے سربرآوردہ ارکان" میں سے ہیں۔ دارالعلوم پر گیارہ سو چہتر روپے کا دعوےٰ دائر کر دیا ہے جس میں ایک ہزار دس روپیہ قیمت خشت اور ایک سو چونسٹھ روپے سُود کے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ تو ہوئی ایک جماعت کی حقیقت۔ اب دوسری کے متعلق سُنئیے وہ معاصر "مہاجر" (۲۱ - مارچ) موٹے الفاظ میں ارد گرد حاشیہ دیکر لکھتا ہے:-

"مہاجر مسلسل کئی اشاعتوں سے سوال کر رہا ہے۔ کہ مولوی محمود کو دارالعلوم دیوبند کا محاسب اعلیٰ اور سر دفتر کیوں بنایا گیا ہے۔ جبکہ وہ ابھی حال میں خیانت اور جعلسازی جیسے شرمناک جرائم میں ڈیڑھ ڈیڑھ سال قید بامشقت کی سزا کا حکم عدالت سے سُن چکے ہیں۔ اور جبکہ سو روپیہ جرمانہ بھی ادا کر چکے ہیں۔ لیکن دارالعلوم کی خود ساختہ مجلس منتظمہ کے ممبران اور مہتمم ہیں۔ کہ صدائے برنخواست"

یہ ہے مسلمانوں کی واحد تعلیمی درسگاہ اور اس کے منتظمین کی حالت کا فوٹو۔ جس پر سوائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے

گرہمیں مکتب است و ایں ملا ۔ کار طفلاں تمام خواہد شد

کیا ان تمام مذہبی مصروفیتوں اور دینی مشاغل کے باوجود دارالعلوم کے ان "غازیان اور مجاہدین" کا جماعت احمدیہ کی مخالفت کے لئے کچھ نہ کچھ وقت نکال لینا [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

جو چیز دین کے رستہ میں روک ہو اُسے دور کردو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

انسان اپنی کوششوں اور سعیوں میں مختلف حیثیتیں رکھتا ہے۔ کوئی آدمی تو دنیا میں ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس کی کوشش اور سعی ایک محدود دائرہ میں ہوتی ہے۔ اور کوئی انسان ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس کی کوشش اور سعی اپنے مقصود کے مطابق ہوتی ہے۔ بعض لوگ خواہ کتنا ہی ضروری کام کیوں نہ ہو۔ چلتے وقت اس امر کا لحاظ ضرور رکھینگے کہ پتلون کی سلوٹ خراب نہ ہو۔ یا ان کے کوٹ میں کوئی بدصورت شکن نہ پڑ جائے۔ وہ تیز بھی چلینگے لیکن اپنی

وضع اور دستور کا پاس

ہر وقت ان کی کوششوں کو محدود کرتا رہیگا۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ملینگے جو خواہ وضع قطع کے نہائت پابند اور فیشن کے دلدادہ ہوں۔ لیکن جس وقت ان کے سامنے کوئی مقصد ہوگا۔ اس کے حصول کے لئے وہ فیشن اور پابندی وضع کو قربان کرنے کے لئے تیار ہونگے اگر مقصد کے حاصل کرنے کے لئے دوڑنا پڑے۔ تو وہ دوڑنے لگ جائینگے اگر زمین پر بیٹھنے کا موقع آئے۔ تو بیٹھ جائینگے۔ اگر گرد و غبار میں چلنے کی ضرورت ہو۔ تو بلا تکلف چل پڑینگے اصل چیز جو ان کے سامنے ہوتی ہے وہ ان کا

مقصود اور مدعا

ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے وہ درمیانی چیزوں کو قربان کرنیکے لئے ہر وقت تیار اور آمادہ رہتے ہیں۔ تاریخ انگلستان کا ایک واقعہ ہے۔ جس سے اس مضمون کی حقیقت پر بہت کچھ روشنی پڑ سکتی ہے۔ ملکۂ الزابتھ انگلستان کی ایک نہائت مشہور ملکہ گذری ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ انگلستان کی موجودہ عظمت اور طاقت کی بنیاد اس کے زمانہ میں ہی پڑی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ کہ انگلستان کی طاقت کی ابتدا بھی ایک عورت سے ہوئی اور انتہا بھی ایک عورت پر ہی ہوئی۔ یہ طاقت اور عظمت ملکہ الزابتھ کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اور ملکۂ وکٹوریہ کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے خبر دیدی۔

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال

بعد ازاں ضعف و فساد و اختلال

اور یہ آٹھ سال جا کر ملکۂ وکٹوریہ کی وفات پر پورے ہوگئے۔ ملکۂ الزابتھ ایک دفعہ کسی کام کے لئے اپنے محل سے باہر نکلی۔ اس کا قاعدہ تھا۔ کہ اپنے ساتھ ہمیشہ بہت سے خوش وضع نوجوان رکھا کرتی تھی۔ وہ اپنے دربار میں زرق برق اور فوق البھڑک لباس والے خوش وضع نوجوانوں کو دیکھنا پسند کرتی تھی۔ اور جس کا لباس اعلیٰ اور قیمتی نہ ہو۔ اسے اپنے دربار میں نہیں آنے دیتی تھی۔ اس لئے ہمیشہ اس کے اردگرد خوش وضع نوجوانوں کا ایک جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ راستہ میں جاتے ہوئے ایک جگہ کچھ کیچڑ آگیا۔ اگرچہ وہ بہت تھوڑی سی جگہ تھی جہاں کیچڑ تھا۔ لیکن امیر البحر ریلے جو ایک مشہور امیر البحر گذرا ہے۔ اور جوان خوش پوش نوجوانوں میں سے ایک تھا۔ اس نے اپنا درباری کوٹ جو نہائت بیش قیمت تھا۔ فوراً اتارا اور اس کیچڑ کی جگہ پر ڈال دیا۔ وہ کوٹ چونکہ بیش قیمت تھا۔ اور چونکہ ملکہ کو یہ بات بالکل اچنبھا معلوم ہوئی۔ اس لئے اس نے حیران ہو کر پوچھا۔ ریلے یہ کیا۔ ریلے نے جواب دیا ریلے کے کوٹ کا خراب ہونا اس سے بہتر ہے کہ

ملکہ کا پیر

خراب ہو۔ ملکہ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ اور اس نے ریلے کو بہت عروج پر پہنچا دیا۔ اگرچہ انجام کار اسی کے ہاتھ سے وہ تباہ بھی ہوگیا۔ یہ مثال ہے جس سے سبق حاصل ہوتا ہے۔ ریلے تھا تو وضع کا پابند۔ لیکن جب ایک بات اس کے سامنے پیش آئی۔ تو اس نے اپنے فیشن اور پابندئ وضع کو اس پر قربان کردیا۔ پس اگر ایک شخص ایک ملکہ کی خوشنودی کے لئے وضع قطع کو چھوڑ سکتا ہے۔ فیشن کی دلدادگی کو قربان کر سکتا ہے۔ تو سوچنا چاہئے۔ دین کی ترقی کے لئے اسلام کی اشاعت کے لئے مذہب کے ثبات کے لئے اور

اپنے پیدا کرنیوالے کی رضا کیلئے

کیا کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ کیا ایک مسلمان کو یہ مقصد اتنا بھی پیارا نہیں ہونا چاہئے جتنا ریلے کو الزابتھ کی خوشنودی تھی۔

یاد رکھو مقاصد کا اعلیٰ اور عمدہ ہونا کافی نہیں ہوتا۔ جب تک

قربانی اور فدائیت

بھی اس کے مطابق نہ کی جائے دنیا کی کوئی چیز جسے خدا نے حرام نہیں کیا ناجائز نہیں۔ اعلیٰ لباس پہننا۔ اعلیٰ قسم کے کھانے کھانا۔ سجے ہوئے اور عمدہ مکانوں میں رہنا۔ ان میں سے کوئی چیز بھی ناجائز نہیں۔ لیکن ان چیزوں کا اسلام کی ترقی کے راستہ میں روک ہو جانا ناجائز ہے۔ شریعت یہ نہیں کہتی کہ بدصورت عورت تلاش کر کے اس سے شادی کرو لیکن یہ ضرور کہتی ہے کہ عورت تمہاری

عبادت کے راستہ میں روک

نہ ہو جائے اسی لئے جہاں شریعت نے عورتوں کا ذکر کیا ہے وہیں نماز کا ذکر کردیا ہے ——— اور فرمایا ہے۔ ایسا نہ ہو تم نماز سے غافل ہو جاؤ اسی طرح لباس ہے۔ یہ ہرگز منع نہیں کہ عمدہ لباس پہنو لیکن اس سے ضرور روکا ہے کہ اوقات کو اس طرح خرچ کیا جائے۔ کہ دینی کام سے انسان غافل ہو جائے اسی طرح اعلیٰ کھانا کھانے سے نہیں روکا۔ لیکن انہیں دین کے رستہ میں حائل ہونے دینا ناجائز بتایا ہے:۔

پس ہمیں اپنے تمام کاموں میں اس بات کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے۔ کہ جو چیز

دین کے رستہ میں روک

ہو اسے دور کر دیا جائے مسلمانوں میں یہ احساس نہیں ابھی اپنی جماعت کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ نئی ہے۔ اور ابھی ایسے مواقع نہیں ملے کہ اس قسم کی قربانی کا ثبوت پیش کر سکے لیکن عام مسلمانوں میں یہ مرض بہت ہے۔ بڑے بڑے آدمی نماز دل میں بہت سست ہوتے ہیں۔ نواب اور رؤسا کیلئے باجماعت نماز تو شائد ایسی ہو جیسے ایک عام مسلمان کیلئے سؤر کھانا۔ بلکہ یہانتک کہ شعائر اسلام کی بھی انہیں پرواہ نہیں۔ وہ اسلام کیلئے معمولی قربانی بھی نہیں کر سکتے ہمارے ایک احمدی دوست کو بطور ڈیپوٹیشن کے ایک مسلمان نواب کے دربار میں جانا پڑا۔ انہوں نے وہاں جا کر

السّلام علیکم

کہا۔ نواب صاحب بہت بگڑے اور کہا یہ اتنا بدتہذیب انسان ہے۔ کہ اتنا بھی نہیں جانتا۔ شرفا کی مجلس میں سلام کسطرح کہنا چاہئے۔ جب وہ بہت ناراض ہوئے تو انہوں نے آخر جواب دیا کہ میں نے تو صرف وہی بات کہی ہے۔ جو آپ کے دربار سے ایک بہت بڑے دربار یعنی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار

میں کہی جاتی تھی۔ تو مسلمان رؤسا السّلام علیکم کے بھی روادار نہیں اور اسے خلاف تہذیب سمجھتے ہیں جب تک جھک کے آداب عرض نہ کہا جائے۔ یا اور دوسرے سلام جن کا اسلام سے تعلق نہیں نہ کئے جائیں ان کے نزدیک تہذیب اور شائستگی قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن وہ نہیں جانتے۔

مومن کی تہذیب اور شائستگی

اس کا مذہب ہے۔ جو اس کے خلاف ہے۔ مسلمان کو اس کی پرواہ نہیں۔ کون سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر بھی تہذیب و شائستگی کے قواعد کوئی بیان کر سکتا ہے تہذیب وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی نظروں میں تہذیب ہے جو اس کی نظر میں نہیں وہ کوئی تہذیب نہیں باقی سب رسم و رواج ہیں کوئی قوم کسی رواج پر قائم ہے اور کوئی کسی پر ہم دیکھتے ہیں مختلف قوموں میں آداب مختلف ہوتے ہیں بعض سجدہ کرتے ہیں۔ بعض جھک کر گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے ہیں چنانچہ سلام کی بجائے دوسرے کے گھٹنوں پر ہاتھ لگانا اب بھی مسلمان زمینداروں میں پایا جاتا ہے مصر والے جھک کر اپنے گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے تھے۔ یعنی جو شریعت نے رکوع کی صورت میں خدا تعالیٰ کیلئے مقرر کیا ہے

پس مسلمانوں کو ہمیشہ

اصل مقصد

پیش نظر رکھنا چاہئے یعنی یہ کہ دین کی اشاعت اور اسلام کا قیام ہو باقی اسلام نہ اچھے کپڑے پہننے سے روکتا ہے۔ نہ اچھے کھانوں سے منع کرتا ہے۔ نہ عمدہ مکانوں میں رہائش سے روکتا ہے۔ صرف یہ کہتا ہے۔ کہ یہ چیزیں اشاعت دین کے رستہ میں روک نہ ہوں اور اس صورت میں ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کو بھی ناپسند کرتا ہے۔ ایک صحابی کے متعلق لکھا ہے۔

کہ جنگ احد میں جب یہ مشہور ہوا - کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے - تو وہ کئی دن سے فاقہ سے تھے - اتفاقاً کچھ کھجوریں انہیں مل گئیں - جو وہ کھا رہے تھے - کہ اتنے میں یہ خبر مشہور ہوئی - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم شہید ہو گئے - انہوں نے جونہی یہ خبر سُنی - کہا یہ بھی کوئی اچھی بات ہے - کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

شہید ہو گئے ہوں - اور میں کھجوریں کھاؤں - چنانچہ انہوں نے فوراً کھجوریں پھینک دیں - اور جنگ میں جا کر شہید ہو گئے - اس وقت وہ صحابی کھجوریں کھانے کے لئے کھا رہے تھے میوہ کے طور پر نہیں - اور روٹی کے طور پر کھجوریں کھانا بہت مشکل ہے - کسی کو دس دن روٹی کی جگہ کھجوریں کھانے کی بجائے دے کر دیکھو - اس کی کیا حالت ہوتی ہے - لیکن جب ایسی حالت میں کھجوریں کھانا بھی انہوں نے دین کے کام میں روک ہوتے دیکھا - تو اسے بھی گناہ دیکھ کر چھوڑ دیا - تو وہ کام جو دین کے رستہ میں روک ہو - وہ خواہ کتنا اعلیٰ اور عمدہ کیوں نہ ہو - بُرا ہے - اور جو دین کے رستہ میں روک نہیں اس میں خواہ کتنا بھی

آرام و آسائش

کیوں نہ ہو وہ بُرا نہیں - پس جو اصل چیز ہے - وہ یہی ہے - کہ کوئی بھی چیز دین کے رستہ میں روک نہ بنے

ابھی موذن نے اذان دی - اور اسی سے میرے دل میں یہ تحریک ہوئی ہے - اس نے کیسے عمدہ طور پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا - کہ دوڑ کر نماز کی طرف آؤ - اب دوڑنا عام طور پر

وقار کے خلاف

سمجھا جاتا ہے - جو باوضع لوگ ہیں - وہ نہایت آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہیں - اب آہستہ چلنا شریعت ناپسند تو نہیں کرتی - لیکن جب دین اور عبادت کا معاملہ ہو - اس وقت کوتاہی سے بھی منع کرتی ہے - دین کے معاملہ میں جلدی کرنے کا حکم دیا - اور پھر نتیجہ بھی بتا دیا - کہ اگر نماز کی طرف جلدی آؤ گے - تو

فلاح بھی جلدی

پاؤ گے - اور کامیابی بھی جلدی حاصل کرو گے -

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خطبہ بیان فرما رہے تھے - کہ تین شخص آئے - ایک نے دیکھا - کہ جگہ تو نہیں - لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی محبت سے مجبور ہو کر وہ کودتا پھاندتا آگے آبیٹھا - دوسرے شخص نے حیا کی - اور جہاں اُسے جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا - تیسرے نے دل میں کہا - یہاں تو کوئی آواز نہیں پہنچتی ہے - اور کوئی نہیں پہنچتی - یہاں بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ - چنانچہ وہ واپس چلا گیا - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - خدا تعالیٰ نے مجھے تین آدمیوں کی حالت سے خبر دی ہے - ایک آیا - اور جگہ تلاش کر کے آگے آپہنچا - خدا تعالےٰ نے فرمایا - اس کے اخلاص کی برکت میں میں اسے اپنے قرب میں جگہ دوں گا - ایک اور آیا - اس نے کہا - آگے تو جگہ نہیں لیکن پیچھے ہٹنا بھی ٹھیک نہیں - اور وہ وہیں بیٹھ گیا - خدا تعالیٰ نے فرمایا - میں نے بھی اس کے گناہوں سے حیا کی - تیسرا آیا اور

لوٹ گیا - خدا نے فرمایا جس طرح وہ اس مجلس سے لوٹ گیا - میں نے بھی اس سے مُنہ پھیر لیا - بظاہر یہ معمولی بات ہے - لیکن چونکہ یہ افعال قلب سے پیدا ہوئے - اور اللہ تعالیٰ کے انعامات

دل کی حالتوں پر

ہی ہُوا کرتے ہیں - اس لئے جزا اور نتیجہ کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں - کیونکہ اصل دیکھنے والی بات یہ ہوتی ہے - کہ دین کے معاملہ میں کس نے سستی کی اور کون آگے بڑھا -

پس مومن کے لئے ضروری ہے - کہ دیکھ لے - اس کے پیش نظر جو مقصد ہے - اس کے لئے اس نے کس حد تک قربانی کی ہے - اور اگر وہ جس حد تک کہ ضرورت ہے - قربانی کر دے - تو پھر وہ

خدا تعالیٰ کی نصرت کا مستحق

ہو جاتا ہے - پھر یہ سوال نہیں رہتا - کہ کتنی قربانی کی ہے - پھر خواہ وہ قربانی پیسہ کا لاکھواں حصہ ہی کیوں نہ ہو - جب وہ اس کی اہمیت یا ضرورت کے مطابق پہنچ جائے - تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے -

قربانی ہمیشہ یا تو طاقت کے مطابق ہوتی ہے - یا ضرورت کے مطابق - یہ ضروری نہیں - کہ ہر کام میں طاقت کے مطابق ہی قربانی کی جائے - بعض دفعہ اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے - جتنی کہ شریعت قرار دیتی ہے - مثلاً شریعت نے حکم دیا ہے - کہ اسلامی حکومت ہو - تو سب کو کھانا دینا حکومت کا فرض ہے - یہ نہیں کہ سب مالداروں سے روپیہ لے کر سب پر تقسیم کر دیا جائے - اس حد تک مہیا کرنے کے لئے جتنا ضرورت ہو - لے لیا جائیگا - اس سے زیادہ نہیں - تو یہ قربانی ضرورت کے مطابق ہوگی - پس قربانیاں یا تو

ضرورت کے مطابق

ہوتی ہیں - یا

طاقت کے مطابق

بعض اوقات یہ سوال ہوتا ہے - کہ جس قدر تم میں ہمت ہے - قربانی کر دو - یا پھر ضرورت کے مطابق - مثلاً ایک شخص کو جو مسافر ہے - دس روپیہ کی ضرورت ہے - اگر کچھ آدمی آنہ ڈیڑھ آنہ دے دے - تو رقم پوری ہو جائیگی - یا پھر وہ جسے شریعت نے ضروری کیا ہے - جیسے حکومت کے لئے فرض ہے - کہ تمام رعایا کے کھانے پینے کا سامان کرے - پس جو انسان یا تو اس حد تک قربانی کر دے کہ جس حد تک کرنا ضروری ہو - اور یا پھر اگر ایسا موقعہ اور ایسا معاملہ ہو کہ شریعت کہتی ہے - جتنی بھی قربانی تم کر سکو کر دو - تو اپنی طاقت کے مطابق کر دے - تو وہ اپنے مقصد کو پا لیتا ہے - خواہ ایسی قربانی کرنے میں آسائش و آرام بھی حاصل ہو - پس قربانیوں میں ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیئے - کہ بیشک اپنے آرام کا سامان بھی ہو - لیکن دین کے معاملہ میں کوشش کو اس حد تک پہنچا دیا جائے - جس حد تک ضرورت ہے

فلاح اور کامیابی

دین کے لئے جلدی کرنے کے نتیجہ میں ہی مل سکتی ہے -

چونکہ اس موقعہ پر بہت سے دوست آئے ہیں - اس لئے اس خطبہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں انہیں بتانا چاہتا ہوں - کہ

مومن کا اصل کام

باتیں بنانا نہیں ہوتا - بلکہ اصل کام کام کرنا ہوتا ہے - جو دوست نمائندہ ہو کر یا شمولیت کے لئے آئے ہیں - انہیں نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس امر پر غور کرنا چاہیئے - کہ کن ذرائع سے دین کو تقویت حاصل ہو سکتی ہے - اور میں یقین رکھتا ہوں - کہ اگر ہم

تندہی کے ساتھ

اس کام کو شروع کر دیں - تو چونکہ یہ کام اللہ کا ہی ہے - اس لئے یقیناً کامیابی ہوگی - یہ تو اس کا احسان ہے - کہ ہم سے وہ یہ کام لیتا ہے - ورنہ کون مان سکتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ ہمارا یا کسی اور کا محتاج ہے - یہ تمام چاندی - سونا - زمینیں اور طاقتیں کس نے پیدا کی ہیں - اگر وہ چاہتا - تو کیا وہ خود ہی دین کا کام کرنیوالوں میں انہیں نہیں بانٹ سکتا تھا - اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں - اس نے انسان پیدا کئے - مگر بچے پیدا کر کے ماں باپ کے حوالے کر دئے - کہ ان کو خرچ کرو - اور ایسی تربیت کرو - کہ

خدا تعالیٰ کے کام

آسکیں - اسی طرح جو بھی چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں - وہ انسان کے ہاتھ میں دیدی ہیں - تا اس کے ایمان کی آزمائش کرے - پس اس موقعہ پر کہ یہ دراصل ہماری

آزمائش کا موقعہ

ہے - پارلیمنٹوں میں لوگ جا کر خوش ہوتے ہیں - کہ ہماری عزت افزائی ہوئی - لیکن ہمارے لئے خوشی نہیں - بلکہ ڈرنے کا مقام ہے - دوسرے لوگ پارلیمنٹ کی ممبری پر پھولے نہیں سماتے - کہ ہماری عزت افزائی ہوگی - لیکن ہم چونکہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونگے - اس لئے ہمارے لئے سخت خطرہ کا مقام ہے - ہماری مثال تو ایسی ہے - جیسے کہتے ہیں - کسی بزرگ کو کسی بادشاہ نے قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس بنا دیا - دوست احباب جمع ہو کر ان کے مکان پر مبارکباد کے لئے گئے - لیکن انہوں نے جا کر دیکھا - وہ بیتابی کیساتھ رو رہے ہیں - انہوں نے پوچھا کیا بات ہے - ہم تو سمجھتے تھے - آپ کے گھر بہت خوشیاں ہو رہی ہونگی - لیکن آپ رو رہے ہیں - اس کی وجہ کیا ہے - انہوں نے کہا - یہ خوشی کا موقعہ نہیں بلکہ خطرناک ابتلا ہے - میں بیٹھا ہونگا - دو شخص فیصلہ کے لئے میرے پاس آئینگے - ایک کہیگا یہ میرا حق ہے - اور دوسرا کہیگا میرا ہے - اور ان دونو کو پتہ ہوگا - کہ کس کا ہے - لیکن میں جس کے سپرد اسکا فیصلہ ہوگا - نہیں جانتا ہونگا - وہ دونو گویا سوجاکھے ہونگے - اور میں جس نے فیصلہ کرنا ہے - اندھا ہونگا میں نہ معلوم کتنے حق داروں کے حق چھین کر دوسروں کو دیدونگا - کتنے مظلوموں کو ظالم قرار دیکر سزا دیدوں گا - اور کتنے ظالموں کو چھوڑ دونگا پس بتاؤ - یہ میرے لئے رونے کا مقام ہے - یا خوشیاں منانے کا -

پس ہمارا یہ اجتماع بھی بہت نازک اجتماع ہے - اور ہم پر

بہت بڑی ذمہ داریاں

عاید ہوتی ہیں - اسلئے دعائیں کرنی چاہئیں - کہ خدا تعالیٰ ہمیں ایسا رویہ اختیار کرنے کی توفیق دے - جو اس کی رضا کے مطابق ہو -

اس خطبہ کا آخری حصہ دراصل مجلس مشاورت میں بیان کرنا چاہئے تھا - لیکن چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جمعہ میں

ایک ایسی ساعت

آتی ہے - جب دعا قبول ہو جاتی ہے - اس لئے میں نے جمعہ میں ہی اسے بیان کرنا مناسب سمجھا - تا شاید ہماری دعائیں اس گھڑی کو پالیں - اور قبول ہو جائیں ؎

النظر فی ولادت المسیح علیہ السلام

کنواری حاملہ ہوگی

ایک معزز غیر احمدی مسلم کے قلم سے

(۵)

بیت المقدس کی عورت

ہم اس سے قبل ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مقالہ مطبوعہ پیغام صلح مورخہ ۱۹ - اکتوبر ۱۹۲۸ء کے بعض حصص پر مختصر طور پر نظر ڈال چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب شروع کے مضمون میں لکھتے ہیں۔ کہ چونکہ کوئی عورت بغیر خاوند کے بچہ نہیں جن سکتی۔ اس لئے جو عورت بھی ایسا دعوے کرے۔ کہ وہ خود بخود بغیر شوہر کے حاملہ ہوگئی۔ تو اس کا دعوے قابل قبول نہیں ہوگا۔ اگر جناب ڈاکٹر صاحب اسی پر اکتفا فرماتے۔ تو خیر معاملہ آگے نہ بڑھتا لیکن آپ اسی سلسلہ میں ذرا آگے چل کر یوں گویا ہوتے ہیں:۔

"اگر ہمیں یہ بتا بھی دیا جائے۔ کہ وہ بڑی نیک ہے۔ مگر شوہر نہیں رکھتی۔ اور حاملہ ہے۔ تو بھی باوجود اس کی نیکی کے ادعا کے ہم کبھی نہیں مان سکتے۔ کہ وہ بغیر کسی مرد کے حاملہ ہوگئی ہے۔ خواہ وہ عورت کتنی ہی پارسا اور صاحب عفت و عصمت ہو۔ اور خواہ وہ بیت المقدس یا کعبہ کے اندر ہی رہتی ہو۔ وہ لاکھ دفعہ کہے۔ کہ میں بغیر مرد کے حاملہ ہوئی ہوں۔ مگر ہم اُسے جھوٹا ہی سمجھیں گے"

اب آئیے۔ غور کیجئے۔ کہ کیا کوئی ایسی عورت پہلے کبھی گذر چکی ہے۔ جو بیت المقدس میں بھی رہ چکی ہو۔ اور جس کے متعلق تورات انجیل اور قرآن متفقہ طور پر یہ شہادت دیتے ہیں۔ کہ وہ کنوارپن میں خدا کی قدرت سے حاملہ ہوئی۔ افسوس! کہ ڈاکٹر صاحب نے قلوب کو مجروح اور زخمی کرنے کے لئے یہاں تک تحمل نہ کیا۔ کہ مذکورہ عبارت کو نظر انداز ہی کر دیتے۔ کیا کوئی سچا عیسائی یا مسلمان ایسا ہے۔ جو آنجناب ڈاکٹر صاحب کی اس عبارت کو پڑھ کر رنجیدہ نہ ہوا ہوگا۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ آپ کا منشاء جذبات کو واقعی ٹھیس لگانے کا تھا۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ وفور جوش اور ہیجان جذبات میں آپ نے مطلقاً خیال نہیں فرمایا۔ کہ بے اندازہ مخلوق مدت ہائے دراز سے اس عقیدہ پر سختی سے قائم ہے۔ کہ بیت المقدس میں رہنے والی عورت جس نے بغیر خاوند کے بچہ جنا۔ وہ مریم صدیقہ اور عفیفہ تھی۔ بے شک ڈاکٹر صاحب اور ان کے چند ایک رفقاء اس خیال کے مخالف ہیں۔ لیکن ایک دنیا کنواری مریم کے حاملہ ہونے کی معتقد ہے۔ خود آنجناب ڈاکٹر صاحب کے مرشد مامور من اللہ کا بھی ایمان تھا۔ اس لئے ایسے دانا شخص کے لئے ہرگز زیبا نہ تھا۔ کہ ذوق و وجدان کی لوری میں سررشتۂ ادب کو بھی ہاتھ سے دیدیتے۔ اب رہی۔ کعبہ میں رہنے والی عورت کا ذکر۔ سو یہ بھی سوء ادب ہے۔ جس کا خیال کرنا ڈاکٹر صاحب جیسے جہاندیدہ تجربہ کار اور عالم کے لئے لازمی تھا۔

یسعیاہ نبی کی پیشگوئی

تورات یعنی انبیائے بنی اسرائیل کی کتاب انجیل سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ یسعیاہ نبی کی کتاب بھی تورات میں شامل ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ "کنواری حاملہ ہوگی" کنواری کے حاملہ ہونے کا ذکر انجیل میں بھی موجود ہے اور اس جگہ مذکورہ سابقہ پیشگوئی کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ حاملہ ہونے والی حضرت مریم صدیقہ کے سوائے اور کوئی نہ تھی۔ اس امر کو ثابت کرنا اب ڈاکٹر صاحب کے ذمہ ہے۔ کہ وہ تورات کی پیشگوئی کو غلط ثابت کریں۔ صدہا سال پہلے کی پیش گوئی جس کا عین اپنے وقت پر ظہور ہوا۔ کسی طرح عقلمندوں کے نزدیک باطل نہیں ٹھیر سکتی۔ جو شخص اس میں ادنیٰ سے ادنیٰ شک بھی لاتا ہے۔ وہ جملہ انبیائے علیہم السلام اور صادقین کرام کی تکذیب کا مرتکب ہوتا ہے۔ اگر اس طریق کو ذرا بھی راہ دے دی گئی تو کوئی آسمانی کتاب محفوظ و مامون نہ رہے گی۔ غرض یہ ایک عظیم الشان صداقت ہے۔ جس پر غور کرنا لازم ہے۔ مثال کے طور پر غور کیجئے۔ کہ تورات کی کتاب استثناء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق پیش گوئی فرماتے ہیں۔ قرآن شریف مدت دراز کے بعد نازل ہو کر اس کی تصدیق ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

"انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً" یعنی ہم نے تمہاری طرف اپنا رسول ؐ تم پر گواہ بنا کر اسی طرح بھیجا جس طرح ہم نے تمہاری طرف اپنا رسولؑ (موسیٰ علیہ السلام) مبعوث فرمایا۔ یہی تو وہ تصدیق ہے جس سے مثیل موسےٰ کی پیشگوئی سچی ثابت ہوتی ہے۔ اب اگر کوئی نافہم یہ کہدے۔ کہ تورات محرف اور مبدل ہے۔ اس لئے اس کی کسی بات پر بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ تو دانا لوگ ایسے کند ذہن کو جو کچھ بھی کہینگے۔ اس کا اعادہ کرنا تحصیل حاصل ہے۔

حصول اولاد کے لئے جورو کی ضرورت

ڈاکٹر صاحب نے اپنی تائید میں قرآن شریف کی یہ آیت پیش کی ہے "وانیٰ یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ" یعنی خدا کے بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے۔ جب اس کی کوئی جورو نہیں۔ لیکن کیا اگر خدا معاذاللہ بیٹا ہی اختیار کرنا چاہتا۔ تو جورو کے سوائے اور کسی طریق سے بیٹا بنانے پر قادر نہ تھا۔ دیکھو قرآن شریف سورہ الزمر ۳۹/۴:۔

"لو اراد اللہ ان یتخذ ولداً لاصطفیٰ مما یخلق ما یشاء سبحنہ۔ ھو اللہ الواحد القھار"

یعنی اگر اللہ چاہتا۔ تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا۔ بیٹا بنا لیتا پر وہ پاک ہے۔ وہ اللہ ایک اور سب پر غالب ہے۔ غرض یہ کہ خدا تم اسباب کا پابند نہیں۔ اسباب کی پابندی کا قانون اس کی مخلوق کے لئے ضرور ہے۔ لیکن وہ خود خالق ہے۔ وہ اپنے ارادوں اور قدرت میں مختار مطلق ہے۔ معاذاللہ۔ خدا کی ذات کے لئے انسانی قوانین تجویز کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ جورو کا ذکر تو اس لئے کیا۔ کہ یہ بھی ایک طریقہ ہمارے لئے تولید کا اُس نے مقرر فرمایا ہے۔ معترض اگر قرآن شریف سے کوئی قانون اس قسم کا پیش کر سکے۔ کہ کسی عورت کا خاوند کے بغیر بچہ جننا سنت الٰہیہ کے خلاف ہے۔ تو بے شک یہ امر قابل غور ہوگا۔ لیکن اس قسم کا کوئی حکم موجود نہیں۔ اور کہیں بھی یہ نفی موجود نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس طریق ولادت کو اللہ تعالےٰ نے قانون قدرت میں سے رکھا ہے۔ گو یہ امور نادرہ میں سے ہو۔ لیکن ضرور ہے۔ کہ اس قسم کی ولادت سنت الٰہیہ کے اندر شامل ہے۔

وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ

ڈاکٹر صاحب کا بڑا زور اس بات پر ہے۔ کہ انسانی پیدائش کا واحد ذریعہ نر اور مادہ کے میل جول اور نطفہ کے سوائے کوئی دوسرا نہیں۔ قرآن حکیم نے بے شک نطفہ کو بھی تخلیق انسان کا موجب قرار دیا ہے لیکن یہ غلط ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کسی دوسری نوع کی مخلوق کے مرکب نطفہ سے پیدا ہوئے۔ انسان کے نطفہ سے انسان ہی پیدا ہو سکتا ہے گدھا یا ہاتھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد بالکل صحیح ہے۔ لاتبدیل لخلق اللہ۔ یعنی اللہ کی پیدائش کے لئے بدلنا ممکن نہیں۔ مثلاً گیہوں کا دانہ بو کر نیشکر کے پیدا ہونے کی توقع کرنا نادانی ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ سائنس یا فلسفہ کی جو تھیوری بھی اس کے خلاف ہوگی۔ وہ غلط ہے۔ نہ ہی بندر کے نطفہ سے انسان پیدا ہو سکتا ہے۔ اور نہ انسان سے بندر ولادت پا سکتا ہے۔ یہ دونوں الگ مخلوق ہیں۔ بخیال ڈاکٹر صاحب اگر ان کے قائم کردہ قانون ابداء کے ماتحت کبھی ایسا ہوا تھا۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آج کل ہم کسی حیوانی جوڑہ سے انسانی بچہ پیدا ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ یا کیا۔ ایک دفعہ حیوان کے نطفہ سے انسان کو پیدا کرنے کے بعد خدا نے نطفہ کی اس خاص قابلیت اور استعداد کو غصب کر لیا۔ نیز محض ابداء کی خاطر خدا نے نطفہ حیوانی میں انسانی ولادت کی خاصیت رکھی تھی۔ تو وہی خدا بغیر اس جوڑ توڑ کے اپنی قدرت مجردہ سے بھی انسان کو پیدا کر سکتا تھا۔ وہ ہر طرح اور ہر طریق سے تخلیق پر قادر ہے۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے۔ کہ اس نے اپنی کسی مصلحت سے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو اپنی قدرت خالقیت کے اس گہرے راز سے روشناس نہیں کرایا۔ سورہ یٰسین کی حسب ذیل آیت پر مکرر غور کیجئے۔ کس قدر صاف ہے:۔

سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون۔ پاک ذات ہے۔ وہ خدا جس نے ہر قسم کے جوڑوں کو نباتِ ارضیہ۔ نفوس نوعیہ اور ان چیزوں سے پیدا فرمایا۔ جنھیں وہ نہیں جانتے ؛

خلقت یعنی پیدائش کے دو طریقے تو صاف بیان فرما دیئے تیسرے کے متعلق فرمایا۔ کہ تم اس کو نہیں جانتے۔ اور وہ خدا ہی کو معلوم ہے اب ڈاکٹر صاحب ہیں۔ کہ اپنے علم کے زور سے قطعی طور پر سنت الٰہیہ کو محدود کر رہے ہیں۔ مذکورہ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ایک قسم کی مخلوق دوسری قسم کی مخلوق سے پیدا نہیں ہوا کرتی۔ یہ بھی لا تبدیل لخلق اللہ کی تصدیق ہے۔ غرض یہ کہ کوئی شخص سنت الٰہیہ کا عالم نہیں کر سکتا۔ سنت الٰہیہ صرف پیدائش کے طریقوں کو معلوم کرنے کا ہی نام نہیں۔ بلکہ ہر قسم کے مختلف امور میں اللہ کی سنت کام کر رہی ہے۔ بعض طریقوں پر ہم یقینی طور پر حکم لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ خدا کی سنت کے مطابق ہیں۔ مثلاً خدا کے رسولوں اور مومنوں کا غلبہ آیات الٰہیہ سے کفار کا استہزاء وغیرہ۔ لیکن ان باتوں پر قطعی حکم لگانا جن کو ہمارے احاطہ علم سے بیرون قرار دیا گیا ہے۔ ہماری نادانی ہے مسئلہ ارتقار کی تھیوری (Theory) اپنی تمام جزئیات میں صحیح نہیں خود سائنسدانوں کو اس کا اعتراف ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو اس سے عار ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کو بلا باپ مانا جائے۔ خود اللہ تعالےٰ کو اس سے عار نہیں۔ ڈاکٹر صاحب اہل مغرب کو آغوش اسلام میں لینے کی خاطر قرآن کو ہوا و ہوس کے تابع کرنا موجب فخر و مباہات خیال کر رہے ہیں۔ کیا آپ کے خیال میں اہل مغرب صرف اسی بنا پر اسلام میں داخل ہونے سے احتراز اور گریز کر رہے ہیں۔ کہ اسلام اور قرآن کے اندر مسیح علیہ السلام کی بلا پدر ولادت کا مسئلہ موجود ہے۔ یہ عقیدہ تو خود ان کے اندر بھی ہے۔ اصل وجہ یہ نہیں۔ بلکہ وہ لوگ عام طور پر مادہ پرستی کی الجھنوں میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ مذہب کے نام ہی سے انہیں شدید نفرت اور حقارت پیدا ہو گئی ہے۔ ورنہ جو شخص خالقِ اکبر کی ذات ستودہ صفات پر صدق دل سے ایمان لے آتا ہے۔ اس کی راہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بلا پدر حائل نہیں ہو سکتی۔ مسیح کی الوہیت کسی طرح قائم نہیں ہو سکتی۔ گو وہ بغیر باپ کے خدا کی قدرت سے پیدا ہوا لیکن آ ہیں وہ ماں کے پیٹ سے نکلا۔ اور اپنی طبعی عمر حاصل کر کے فوت ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے جس حدیث رسول کریم صلعم کا ذکر کیا ہے۔ اس کا مطلب در اصل یہی ہے۔ کہ وہ شخص جس کو ماں نے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور جو وضع حمل کے ذریعہ پیدا ہوا۔ ماں کے پیٹ میں وہی اغذیہ حاصل کرتا رہا۔ جس سے ہر انسانی بچہ کی پرورش ہوتی ہے۔ بھلا وہ کس طرح الوہیت کی مسند پر بیٹھ سکتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ واقعی ہوتا۔ تو پھر معاملہ صاف تھا۔ رسول کریم صلعم فرما دیتے۔ کہ وہ تو اپنے باپ کے نطفہ سے پیدا ہوئے تھے۔ لیکن دانستہ حضور سرور کائنات صلعم نے باپ کا ذکر نہ کیا۔ اس لئے کہ باپ واقعی نہ تھا۔ ورنہ اگر کوئی باپ ہوتا۔ تو ضرور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر فرما دیتے ؛

ڈاکٹر صاحب اور انکے مرشد جناب مرزا صاحب

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو یہ فکر بھی ساتھ ہی دامنگیر رہتا ہے کہ اس تمام جدت طرازی اور اختراع آرائی میں کہیں حضرت مرشد کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ ایک جانب تو خلاف عقائد جناب مرزا صاحب فلسفۂ مغرب کی آستان بوسی کے درپے ہیں اور دوسری جانب ایسی تاویلات کلام مرشد کی ساتھ ساتھ کرتے جاتے ہیں۔ جن کو سوائے خوابیدگان کے کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کر سکتا۔ مثلاً مذکورہ مضمون کے آخری تحتانی عنوان "حضرت مسیح موعود کا خیال" کی ذیل میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ دنیا کا ہر ایک بچہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ بغیر باپ کے نطفہ کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ میں نہیں کہتا۔ مجدد صدی چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب بھی اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ چہارم میں یہی فرماتے ہیں۔ آپ بھی کائنات کی پیدائش کے دو حصے کرتے ہیں۔ ایک تو ابتدائی زمانہ کی پیدائش جس میں آپ یہ مانتے ہیں۔ کہ خدا کا سارا کام محض قدرت سے تھا۔ اور آمیزش طبیعت اور سبب سے بکلی پاک اور خالص ربانی ارادہ سے نکلا ہوا تھا۔ اور ایک موجودہ طریق پیدائش جو اسباب کے ماتحت ہے"!

اس کے ساتھ جناب مرزا صاحب کے ان عقائد کو بھی شامل کر لیجئے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مثیل فی ولادت ہیں۔ حضرت مسیح بغیر باپ کے خدا کی قدرتِ مجردہ سے پیدا ہوئے۔ اب ڈاکٹر صاحب فرمائیں۔ کہ جناب مرزا صاحب کی مذکورہ عبارت کو نقل کرنے سے آپ کے خیالات کو جناب مرشد سے مطابقت ہے۔ یا عین مخالفت خدا جانے کون لوگ ہیں۔ جو جناب ڈاکٹر صاحب سے اس باب میں ہمنوا ہونگے۔ اور آپ کی ان تصریحات کو جناب مرزا صاحب کی تعلیمات یقین کرتے ہونگے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

آدم کی پیدائش "قدرت مجردہ سے"

بقول ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ابتدائی زمانہ کی پیدائش کے متعلق جناب مرزا صاحب کا یہی خیال تھا۔ کہ ابتداء میں خدا کا سارا کام محض قدرت سے تھا۔ اور آمیزش طبیعت اور سبب سے بکلی پاک اور خالص ربانی ارادہ سے نکلا ہوا تھا۔ اگر اس ابتداء سے ڈاکٹر صاحب دورِ ابداء مراد لیتے ہیں۔ تو بخیال جناب مرزا صاحب اول البشر حضرت آدم علیہ السلام بدون آمیزش طبیعت اور اسباب متقدمہ محض قدرت سے پیدا ہوئے تھے۔ کسی حیوانی جوڑہ کی ترکیب آپ کی پیدائش کا باعث نہ تھی۔ نطفہ کی کارفرمائی غائب تھی۔ لیکن اس کے عین برعکس ڈاکٹر صاحب چھلتے ہوئے پانی کو وہاں بھی حاضر پاتے ہیں۔ اعادہ کی صورت میں یہ ماءِ مھین انسان کی صلب و ترائب سے نکلتا تھا لیکن آدم علیہ السلام کی ولادت میں معاذ اللہ ڈاکٹر صاحب کے خیال کے مطابق بندر اور بندری یا کوئی اور حیوان ہم آغوش و ہم کنار قرار دئے جاتے ہیں۔ معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! کیا جناب مرشد نے اسی کو ولادت بلا سبب و بلا آمیزش طبیعت قرار دیا تھا۔

ع ۔ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔

فرار کی راہ

ڈاکٹر صاحب کے لئے فرار کی صرف ایک راہ ابھی باقی ہے۔ مناسب ہوگا۔ کہ ہم نہایت اختصار کے ساتھ اس کی طرف بھی اشارہ کر دیں۔ وہ یہ کہ بخیال جناب ڈاکٹر صاحب کائنات عالم کا نشوو نما و ارتقائی مناز‌ل سے ہوا۔ بطور مثال یوں سمجھ لیجئے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اول عناصر منفردہ کو منزل بمنزل پیدا فرمایا۔ اس کے بعد اجسام ارضیہ اور اجرام فلکیہ کو قائم کیا۔ اس سے فارغ ہو کر ہر قسم کی روئیدگیاں زمین سے نکالیں۔ پھر نباتات میں سے حیوانات کو نکالا۔ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ سب پرند اور چرند چارپائے اور درندے ایک ہی دفعہ پیدا کر دئے۔ یا بتدریج آمیزشِ نر و مادہ سے۔ مثلاً پہلے چیونٹی اس سے چوہا۔ اس سے بلی۔ اس سے شیر اور سب کے آخر بندر۔ اب بندر اور بندری آپس میں ملے۔ تو معاذ اللہ اول البشر پیدا ہوا۔ شائد یہی ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم کی تفسیر جسے جناب ڈاکٹر صاحب اسلام میں مدغم کرنا چاہتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات النجسات۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

سیالکوٹ میں لیکچر

۱۰۔ مارچ ۱۹۲۹ء کو جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے پنڈت لیکھرام والی پیشگوئی کے متعلق بطور یاد دہانی ایک اشتہار شائع کیا۔ جس پر آریہ سماج کے ممبر بہت برانگیختہ ہوئے۔ اور ۱۷ مارچ ۱۹۲۹ء کو ایک جلسہ کر کے انجمن احمدیہ کو چیلنج کیا۔ کہ ہم ۲۴۔ مارچ ۱۹۲۹ء کو اس کا اصل جواب دیں گے۔ اس ایک ہفتہ میں ہم انتظار کریں گے۔ کہ کیا باقی مسلمان جماعت احمدیہ کی اس حرکت پر اظہار نفرت کرتے ہیں یا نہیں۔ نظارت تبلیغ کے حکم سے ۲۴۔ مارچ ۱۹۲۹ء کو مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری سیالکوٹ پہونچے۔ اس عرصہ میں کسی مسلم جماعت یا فرد نے اس اشتہار کے خلاف کچھ کہا نہ لکھا اور اس سے مخالفت کی کوئی وجہ بھی معقول نہ تھی۔ لیکھرام کا واقعہ تو اسلام کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان تھا۔ آریہ سماج نے اپنے کھسیانی بلی کی طرح ایک لوکل پنڈت گنیش داس کو کھڑا کر دیا جس نے سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کو بے نقط سنانی شروع کر دیں۔ اور جب آگے کوئی مزید گالی نہ ملی۔ تو وغیرہ وغیرہ کہکر دل ٹھنڈا کیا جماعت احمدیہ کی طرف سے انہیں اسی وقت تحریری چیلنج دیا گیا۔ کہ آپ اسی پیشگوئی پر مباحثہ کر لیں۔ صدر آریہ سماج نے کھڑے ہو کر صاف انکار کر دیا۔ کہ اس پیشگوئی پر مباحثہ کی ضرورت نہیں (اور فی الواقعہ اتنی بدیہی بات پر مباحثہ ہو ہی کیا سکتا ہے) مورخہ ۲۵ مارچ کو جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا جس میں مولوی صاحب نے آریہ تعلیم و اسلامی تعلیم کا مقابلہ کرنے کے بعد اس پیشگوئی کو نہایت وضاحت سے بیان کیا۔ حاضرین کی تعداد بہت کافی تھی لیکچر کے بعد صدر جلسہ جناب میر عبد السلام صاحب نے اعلان کیا۔ کہ اگر کسی صاحب کو اس بیان پر کوئی اعتراض ہو۔ تو پیش کر سکتا ہے۔ مگر کسی نے اس پر آمادگی ظاہر نہ کی۔ الحمد للہ کہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا ؛ (نامہ نگار)

جماعت احمدیہ کا ایک وفد گذشتہ دنوں گورنر صاحب پنجاب سے ملا۔ ایڈریس میں تاریخ احمدیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔

"جب حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو تمام دنیا کے مسلمان ایک ایسے مہدی کی آمد کے منتظر تھے۔ جو اگر تمام غیر مسلموں سے جہاد کریگا۔ اور کفار کو بزور شمشیر داخل اسلام کریگا۔" (الفضل ۱۲ فروری)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ان الفاظ پر بہت کچھ غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک لکھدیا:۔

"معلوم نہیں اس فقرہ کے لکھنے سے وفد اور وفد کے امام قادیانی خلیفہ کو کتنے ایکڑ اراضی ملنے کی امید ہے۔ اگر نہیں تھی۔ تو اتنے بڑے جھوٹ کو منہ سے کیوں نکالا۔ کیا بے فائدہ اور عبث جھوٹ بول کر حکام کو مائل کرنے میں کامیابی سمجھنا کسی مذہبی جماعت سے ممکن ہو سکتا ہے۔ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہیں رکھتا۔ کہ حضرت مہدی علیہ السلام غیر مسلموں کو بزور شمشیر داخل اسلام کرینگے۔ یہ ایسا سفید نہیں سیاہ بہتان ہے۔ کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔۔۔۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت مہدی کو خونی کہنا اور ان کی بابت مسلمانوں کا یہ اعتقاد بتانا کہ وہ غیر مسلموں کو جبراً اسلام میں داخل کرینگے۔ صریح بہتان اور کذب بیانی ہے۔" (اہلحدیث ۸ مارچ ۱۹۲۹ء صفحہ ۲)

چونکہ آپ اور آپ کے "ایڈوکیٹ" "چند ایکڑ اراضی" کے لئے بڑے سے بڑا جھوٹ بولنا جائز سمجھتے تھے۔ اور بسا اوقات اس جواز کو استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس لئے آپ کو طبعاً ایسا ہی خیال کرنا چاہئے تھا۔ سچ ہے۔ المرء یقیس علےٰ نفسہ۔ میں حیران ہوں آپ اس اظہار صداقت پر اس قدر آتش زیر پا کیوں ہو رہے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ ننگ اسلام مسلمان ایک طویل عرصہ سے اسی باطل پرستی میں منہمک تھے۔ کہ حضرت مہدی کی تیغ فولادی کفار کے سر قلم کر دیگی۔ اور ان کے گھر روپوں سے بھرپور ہو جائینگے مگر نبی وقت کی موثر صدا نے آپ جیسے دقیانوسی خیال والوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیا۔ جبکہ اس نے فرمایا ؎

ایسا گمان کہ مہدی خونی بھی آئیگا: اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
اے غافلو! یہ باتیں سراسر دروغ ہیں: باطل ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

بے شک مسلمانوں نے ہوا کا رخ پہچانا اور ان کو طوعاً و کرہاً اسی اعتقاد کا قائل ہونا پڑا۔ جس کی دعوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قوم کو دی۔ مگر یہ سراسر دھوکہ ہے۔ کہ پہلے بھی لوگ خونی مہدی کے منتظر نہ تھے۔ عوام کے خیالات کو نظر انداز کرتے ہوئے جب خواص کے معتقدات پر نگاہ کی جائے۔ تو وہ بھی اسی الجھن میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہابیوں کے بڑے سرکردہ نواب صدیق حسن خانصاحب نے تو الولید بن مسلم کی روائت کی بناء پر صاف لکھدیا ہے:۔

"المھدیون ثلاثۃ مھدی الخیر عمر بن عبد العزیز ومھدی الدم وھو الذی یسکن علیہ الدماء۔ ومھدی الدین وھو عیسیٰ تسلم امتہ فی زمانہ۔" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶)

مہدی تین ہیں ۱۔ مہدی الخیر اور وہ عمر بن عبد العزیز ہیں۔ ۲۔ دوسرے مہدی الدم (خونی مہدی) اور ۳۔ تیسرے مہدی الدین اور وہ مسیح ہیں۔

کیا یہ امر مولوی صاحب موصوف کے لئے باعث ندامت نہ ہوگا کہ جس خونی مہدی کی تردید کے لئے انہوں نے اس طرح طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ اس کے لئے ان کے گھر کی کتاب میں صریح نص موجود ہے؟ کیا اب بھی آپ اسے "صریح بہتان اور کذب بیانی" کے نام سے ہی یاد کرینگے؟۔

اسی خونی مہدی کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے نواب صاحب مذکور تحریر کرتے ہیں:۔

"اما مردم را بسبب کثرت مقتولین ہیچ فرحت بآں مال و دولت نباشد چہ بسا خاندانہا و قبیلہا باشد کہ از صد کس جز یکے نماند بعد ازیں حضرت امام بندوبست بلاد اسلام و سرانجام و انتظام و ادائے حقوق انام پردازند و ہر طرف عساکر و افواج ظفر امواج روانہ سازند۔۔۔ و لشکرے بر ہندوستان فرستد و فتح گردد و ملوک ہند را غل کردہ پیش او آرند و خزائن ایں کشور را زیور بیت المقدس سازند۔" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۷۷)

"کہ امام مہدی جن لوگوں کو روپیہ دینگے۔ انہیں بھی اس مال و منال سے کوئی خوشی نہ ہوگی۔ کیونکہ مقتولین کی کثرت ان کو افسردہ کئے ہوگی۔ اور اکثر خاندان و قبائل میں سے ۹۹ فیصدی لوگ مہدی کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہونگے۔ (نامعلوم خونی بننے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا درکار ہے) پھر حضرت امام مہدی بلاد اسلامیہ کے بندوبست اور مخلوق کی ادائیگی حقوق کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور ہر طرف اپنی افواج کو روانہ فرمائینگے۔ اور ایک لشکر ہندوستان کی طرف بھی بھیجیں گے۔ جو کہ اس ملک کو فتح کرکے ہندوستان کے بادشاہوں کو پابجولاں بحضور امام مہدی لائینگے۔ اور اس ملک کے خزانوں کو بیت المقدس کا زیور بنائینگے۔"

اس قدر تصریح کے باوجود مولوی صاحب کی دیدہ دلیری حیرت زا ہے۔ لیکن وہ بھی مجبور ہیں۔ آج نفوذ احمدیت کے اثر کے ماتحت ہیچ قسم سب خیالات کالعدم ہو چکے ہیں۔ اور جو ان گندے خیالات کے معتقد ہیں۔ انہیں ان کے اظہار کی جرأت نہیں۔ صاحب بصیرت انسانوں کی نظر میں یہ احمدیت کی زبردست فتح ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس اس باب میں نہائت واضح ہیں۔ کہ امام مہدی لوگوں کو بے دریغ قتل کرینگے۔ ہاں جو اسلام قبول کریگا۔ وہ ان کے وار سے بچ سکیگا۔ لیکن ہم مزید ثبوت کے طور پر اہلسنت والجماعت کی معتبر کتاب نبراس شرح العقائد النسفیہ کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جہاں پر آنے والے مسیح کے متعلق غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے:۔

"ولا یقبل الجزیۃ من الکفار ویجبرھم علی الایمان فلا یبقی علی الارض الا دین الاسلام" صفحہ ۵۸۶

ترجمہ:۔ "وہ کافروں سے جزیہ قبول نہ کرینگے۔ بلکہ ان کو جبراً اسلام میں داخل کرینگے۔ اور زمین پر دین اسلام کے سوا کوئی مذہب نہ رہے گا۔"

ان الفاظ میں انتہائی وضاحت موجود ہے۔ امید ہے۔ جبکہ مولوی صاحب نے ضد میں آکر خونی مہدی و مسیح کا انکار کیا ہے۔ حقیقتاً وہ ایسے بیانات پر خطِ نسخ کھینچ دینگے وھو المطلوب ؛

خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان

"پرکاش" کی غلط بیانی

موضع دھرمکوٹ رندھاوا میں ۲۴۔ فروری ۱۹۲۹ء کو آریہ سماج سے ایک مباحثہ قرار پایا تھا۔ جس کے متعلق مختصراً "الفضل" کے کسی گذشتہ پرچہ میں لکھا جا چکا ہے۔ آریہ اخبار "پرکاش" (۱۰۔ مارچ ۱۹۲۹ء) نے مناظر جماعت احمدیہ کے متعلق ایک غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حقیقتاً الامر اس قدر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے انجمن اشاعت اسلام دھرمکوٹ کی شرائط پر ہی آریہ سماج کو مناظرہ کے لئے دعوت دی گئی۔ مگر اس کا انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ لیکن منتری آریہ سماج نے اپنی رپورٹ میں اس "کھلی شکست" کا بالکل ذکر نہیں کیا۔ علاوہ ازیں راوی برج کی تقاریر کو "ہندو مذہب کے خلاف فحش اور اشتعال دلانے والی تقریریں" قرار دے کر ایک ناپاک غلط بیانی کی ہے۔ حالانکہ وہاں پر معزز سکھ ڈاکٹر صاحب اور دیگر ہندو موجود تھے۔ ہر ایک نے تقاریر کو بے انتہا پسند کیا۔ بلکہ پنڈت ست دیو نے مولوی صاحب کے ایک عام ضرب المثل "نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے" کے استعمال پر کہا۔ کہ "رادھا" نہ کہنا چاہئے۔ اس سے ہماری دلآزاری ہوتی ہے۔ اور مولوی صاحب نے فوراً اس کو واپس لے لیا۔ حالانکہ ان کی شکائت بیجا تھی۔ عجیب بات ہے۔ کہ اس رواداری پر بجائے مشکور ہونے کے منتری آریہ سماج نہائت بے باکی سے اس تقریر کو دل آزار بتا رہا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ آریہ سماج نے صداقت اور دیانت کو بالکل خیر باد کہہ دیا ہے ؛

(ایک حاضر جلسہ)

وصیتیں

نمبر ۲۹۷۵: - میں عبد اللہ ولد ولی محمد قوم ہیتم پیشہ مزدوری عمر ۳۵ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکن علی پور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۵ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ ماہوار آمد ۱۵ روپیہ ہے لہذا میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط
کاتب الحروف نور محمد سیکرٹری علی پور۔ العبد عبد اللہ موصی ولد ولی محمد گواہ شد نور محمد سیکرٹری علی پور گواہ شد اللہ دتا ولد میاں اللہ جوایا کھوکھر ساکن عائل چک ۳ نزد علی پور ملتان

نمبر ۲۹۷۰: - میں محمد شریف ولد فضل کریم قوم شیخ خواجہ پیشہ تجارت عمر ۲۴ برس بیعت ۱۹۱۸ء ساکن اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ میرا تجارت پر گذارہ ہے۔ جس کی ماہوار آمد اوسطاً اندازاً ۳۰ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوا کرے گی۔ اس کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد خواجہ محمد شریف احمدی حال وارد قادیان۔ گواہ شد ضیاء اللہ مدرس ساکن سوہارہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد سلطان احمد ساکن پنڈی کالو ضلع گجرات حال وارد قادیان۔

نمبر ۲۹۷۲: - میں شہر بانو زوجہ قاضی محمد یوسف علی قوم راجپوت عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۱۱ء ساکن موضع منڈی خیل تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔
زیورات سنہری و نقرئی قیمتی ۲۰۰ روپیہ مہر ۲۰۰ فقط
العبد سماۃ شہر بانو موصیہ۔ گواہ شد قاضی محمد یوسف علی سگنیلر ہیڈ ضلع سیالکوٹ خاوند موصیہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد فیض محمد ولد علی محمد ارائیں ساکن زیرہ حال وارد قادیان

نمبر ۲۹۹۳: - میں عائشہ بی بی زوجہ محمد الدین قوم دھوبی عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن تہال ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد مہر مبلغ دو سو روپیہ ہے۔ جو اس وقت میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ فقط
العبد عائشہ بی بی زوجہ محمد الدین ساکن تہال گواہ شد منشی سلطان عالم گڑیالہ بقلم خود۔ گواہ شد محمد الدین احمدی ساکن تہال خاوند موصیہ گواہ شد۔ بقلم خود محمد احمد سٹوڈنٹ پسر موصیہ۔

نمبر ۳۰۰۳: - میں عطا محمد ولد چوہدری فتح الدین قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۳۵ سال بیعت ۱۹۲۰ء ساکن بہادر پور تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیار پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے ایک کنال زمین واقع محلہ دار الفضل قادیان خرید کردہ ۲۵۰ روپیہ اور اس وقت ۶۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور بوقت وفات میری جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کر دوں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط
العبد عطا محمد ولد چوہدری فتح الدین قانونگوئی لائل پور۔ گواہ شد محمد یعقوب آڈیٹر کوآپریٹو سوسائٹیز ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور گواہ شد عبد الغنی ارائیں ساکن گوکھووال

نمبر ۳۰۲۵: - میں محمد الدین ولد نور احمد قوم دھوبی پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن تہال ضلع گجرات پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد ایک منزل مکان پختہ واقع تہال ضلع گجرات میں قیمتی ایک ہزار روپیہ ہے۔ جو بعوض مبلغ ۶۰۰ روپیہ مسمی حاکم رائے ولد بوٹا مل کے پاس گروی ہے۔ (۲) اراضی دس بیگھہ موروث واقعہ رقبہ کھاریاں ضلع گجرات میں ہے۔ جو بعوض مبلغ ۸۰۰ روپیہ مسمی عالم ولد صاحب دین ساکن کھاریاں کے پاس گروی ہے۔ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ۲۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط
العبد محمد الدین ولد نور احمد۔ گواہ شد محمد احمد احمدی سٹوڈنٹ پسر موصی بقلم خود۔ گواہ شد منشی سلطان عالم ساکن گوڑیالہ بقلم خود

نمبر ۲۹۶۳: - میں محمد علی ولد نور علی قوم ارائیں پیشہ کاشت و ملازمت عمر ۵۵ سال بیعت ۱۸۹۵ء ساکن نواں پنڈ ڈاکخانہ جلو ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ جنوری ۱۹۲۹ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی تعدادی مع حصہ شاملات قسم بارانی ۷ کنال مالیت ۶۰۰ روپیہ واقع موضع بہادر تحصیل گورداسپور و اراضی تعدادی ۱۰ کنال چاہی مالیت ۱۴۰۰ روپیہ واقعہ رقبہ قادیان تحصیل بٹالہ اور ایک مکان واقعہ محلہ دار الرحمت قادیان میں ہے۔ مالیت ۴ ہزار روپیہ یہ کل قیمت پانچ ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۳۰ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت کر دوں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔
العبد موصی محمد علی ولد نور علی بقلم خود۔ گواہ شد مبارک علی پسر موصی۔ گواہ شد رمضان علی پسر موصی۔ گواہ شد عبد الاحد مولوی فاضل قادیان گواہ شد غلام محمد سیکنڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان

نمبر ۲۹۹۲: - میں کرم بی بی زوجہ غلام محمد قوم ارائیں عمر ۴۵ سال ساکن خانیوالی تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور حال وارد مچھرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم کو حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیا جائے گا۔ میری موجودہ جائداد مہر یکصد روپیہ ہے زیور کوئی نہیں۔ فقط
العبد کرم بی بی زوجہ منشی غلام محمد ورنیکلر ٹیچر مچھرالہ۔ گواہ شد غلام محمد خاوند موصیہ ورنیکلر ٹیچر مچھرالہ گواہ شد بقلم خود محمد الدین احمدی

نمبر ۳۰۲۷: - میں اللہ دتا ولد میاں مھنڈا قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال بیعت ۱۹۰۸ء ساکن ہمزہ غوث تحصیل و ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی زرعی چاہی ۹ ایکڑ بارانی ایک ایکڑ۔ مکان سکنی ایک واقعہ موضع ہمزہ غوث جس کی قیمت ۲۸۵۰ روپیہ ہے۔ مذکورہ بالا کل جائداد مشترکہ ہے۔ جس میں ½ حصہ کا مالک بندہ ہے۔ اور ایک ½ حصہ میرے چھوٹے بھائی میاں احمد الدین کا ہے۔ لیکن میرا گذارہ علاوہ اس جائداد کے ماہوار آمد پر بھی ہے جو کہ اس وقت ۴۶ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا فقط
العبد اللہ دتا ضلعدار سیکشن وریام ضلع جھنگ بقلم خود حال وارد قادیان۔ گواہ شد عطا محمد قانونگوئی ضلع لائل پور۔ حال وارد قادیان۔ گواہ شد محمد جلال الدین پسر چوہدری اللہ دتا بقلم خود۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

کرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :۔

"مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں ۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی ۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا ۔ میں نے آپسے اکسیر البدن کی ایک شیشی لیکر اس کو بھیجدی ۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے ۔ کہ :۔

"میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا ۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے ۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے ۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے ۔ کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی ۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی ۔ جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے ۔ بھوک خوب لگتی ہے ۔ جو کھاؤں سو ہضم ۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی ۔ غرضنکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں ۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے ۔ ایک شیشی اور روانہ کر دیں ۔" شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی ۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ۔ میں جب خود ولایت میں تھا ۔ تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا ۔ اس کی صحت مخدوش تھی ۔ اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا ۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا ۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے ۔ میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں ۔ اور دعا کرتا ہوں ۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالے آپ کو اجر عظیم دے ۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں "

اکسیر البدن جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں اور عوارض کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے ۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور بنانا اسی دوا کا کام ہے ۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں ۔ اگر آپ عمدہ صحت پا کر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں ۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں ۔ پانچ روپیہ (صہ) محصولڈاک علاوہ

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر ۔ ککرے ۔ جلن ۔ خارش چشم ۔ پھولا ۔ جالا ۔ پانی بہنا ۔ دھند ۔ غبار ۔ پڑبال ۔ ناخونہ ۔ گوہانجنی ۔ رتوند ۔ ابتدائی موتیابند ۔ غرضنکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے ۔ قیمت ۔۔۔۔ فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (عہ) علاوہ محصولڈاک

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سیکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں ۔ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے ۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن آپکے سرمہ سے انکی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی ۔ انکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی ۔ اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں ۔ اور بدوں آپکے تقاضا کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض کے لئے آپ تک پہنچاتا ہوں ۔ کہ اسے ضرور شائع کریں ۔ تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں "

اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک اور موتی سرمہ اکٹھا منگوانے والے کو محصولڈاک معاف رہیگا ۔

ملنے کا پتہ :۔ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان

تبلیغ کیلئے کاری حربہ

تبلیغ ہدایت

مؤلفہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے

جسے

ایک معزز آدمی نے پڑھ کر خود بھی احمدیت قبول کی اور چھ سات اور دوستوں کو بھی پڑھا کر احمدی بنایا ۔

عرصہ سے یہ مقبول و مفید عام کتاب ختم ہو چکی ہے اب اس متذکرہ بالا دوست نے پچاس کاپیوں کی پیشگی درخواست کر کے اس کے سہ بارہ چھپوانے کی تحریک کی ہے اس کی قیمت پہلے عہ تھی ۔ اگر احباب اس طرح پانچسو کی خریداری ایک ماہ کے اندر اندر بہم پہنچا دیں ۔ تو ایک روپیہ قیمت رکھی جائے گی ۔ اور اگر ایک ہزار تعداد تک ہوئی ۔ تو مجلد سنہری کی قیمت عہ رہو گی ۔ تبلیغ کے لئے یہ کتاب نہایت ہی جامع دماغ اور لطیف تصنیف ہے ۔ صداقت اور وفات مسیح علیہ السلام پر پوری اور دلربا طریق پر بحث کی گئی ہے ۔

درخواستیں جلد سے جلد آنی چاہئیں ۔ تعداد مطلوبہ پوری ہونے کے ایک ماہ بعد کتاب تیار کر کے دی جائے گی ۔

کتاب گھر قادیان

دو کنال زمین قابل فروخت ہے

موقعہ قادیان کی مشرقی جانب جہاں نیا محلہ آباد ہو رہا ہے ۔ اور جہاں چوہدری فتح محمد صاحب اور سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی کوٹھیاں ہیں یہ قطعہ زمین بر لب سڑک ہے ۔ اور نہایت عمدہ موقع ہے ۔ مزید معلومات کے لئے خط و کتابت مفصلہ ذیل پتہ پر ہو :

ش ۔ معرفت دفتر مینجر الفضل قادیان

رشتہ درکار ہے

ایک احمدی نوجوان لڑکا قوم زمیندار چٹھہ عمر ۲۴ سال زراعت پیشہ آمدنی سالانہ قریباً تین سو روپیہ ۔ ایک مربعہ اراضی قسم چاہی نہری بارانی کا واحد مالک ہے ۔ اچھا گذارہ رکھتا ہے ۔ رشتہ کی ضرورت ہے ۔ ضلع گوجرانوالہ ۔ گجرات ۔ شیخوپورہ ۔ سیالکوٹ کی احمدی زمیندار برادری میں رشتہ مطلوب ہے ۔ بذریعہ خط و کتابت یا خود تشریف لا کر دریافت فرماویں ۔

غلام حسین زمیندار چٹھہ احمدی بٹوارہ مقام موہلنکی ڈاکخانہ خاص تحصیل وزیر آباد

دس مرلہ قطعہ زمین

منشی شادی خان صاحب مرحوم (محلہ دارالضعفاء) کے مکان سے متصل قابل فروخت ہے ۔ جو اصحاب مسجد مبارک اور حضرت صاحب کے مکانات کے نزدیک ارزاں زمین کے طلبگار ہوں ۔ ان کے لئے یہ بہتر موقعہ ہے ۔ نرخ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت

م ۔ معرفت دفتر مینجر الفضل قادیان

ہندوستان کی خبریں

جدید دہلی ۲۸ مارچ مسٹر پٹیل صدر اسمبلی نے فنانس بل کے منظور کرنے کے لئے وائسرائے کی سفارش کے متعلق حکومت کے رویہ کی حمایت کر کے حکومت کی کارروائی کو حق بجانب قرار دیا۔ اور مسٹر سرینواس آئنگر کے احتجاج کو مسترد کر دیا۔

لاہور ۲۷ مارچ۔ چند روز ہوئے "ہندو ہیرالڈ" لاہور نے چودھری شہاب الدین صدر مجلس وضع قوانین پنجاب کے متعلق متواتر ایسے مضامین شائع کئے۔ جن سے صاحب صدر کی غیر جانب داری پر حرف آتا تھا۔ اب اخبار مذکور نے اپنی غلط بیانی کو تسلیم کر کے چودھری صاحب سے معافی مانگ لی ہے۔

پشاور ۲۹ مارچ۔ آج اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔ کہ شاہ امان اللہ خان قندھار سے روانہ ہو گئے ہیں۔ افغان وکیل التجارہ کے پاس قندھار سے تار موصول ہو گیا ہے کہ شاہ امان اللہ خان کو قندھار سے روانہ ہوئے تین دن ہو گئے ہیں۔ اور اب وہ غزنی پہنچ گئے ہیں۔ فوج کا ہراول درو ک پہنچ گیا ہے۔ اور جو غزنی کے شمال میں شہر کابل سے قریب ستر میل کے فاصلہ پر ہے۔

پشاور ۱۹ مارچ۔ جنرل نادر خان نے یہ تجویز کی تھی کہ شاہی خاندان کے جس شخص کو تخت نشینی کے قابل سمجھا جائے اس کو بادشاہ منتخب کر لیا جائے پشاور کے افغان وکیل التجارہ نے سرکاری طور سے اس خبر کی تردید کر دی ہے کہ امان اللہ خان نے اس بارہ میں جنرل نادر خان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ اور نہ آئندہ کسی ایسی تجویز کے پیش ہونے کا امکان ہے۔

پشاور ۲۶ مارچ "ٹائمز" کا نامہ نگار مقیم پشاور رقمطراز ہے کہ امان اللہ خان نادر خان کی روش کو تشویش اور شبہ کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کو نادر خان کی امداد کی چنداں توقع نہیں وہ اسے اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں خوست میں اس مضمون کے اشتہار تقسیم ہوئے تھے۔ کہ نادر خان انگریزوں کا جاسوس ہے۔ یہ باور کرنے کی وجوہ موجود ہیں۔ کہ اس مضمون کے اشتہار قندھار سے بھیجے گئے تھے۔ صورت حال یہ ہے۔ کہ خوست میں امان اللہ خان اور نادر خان کے خلاف جذبات بہت شدید ہیں۔

۲۷ مارچ بادشاہ انگلستان کے چھوٹے بیٹوں کی سیاسی تربیت پر جو خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے سیاسی حلقوں میں اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ بادشاہ کے چھوٹے بیٹوں میں سے ایک غالباً ڈیوک آف یارک کو لارڈ ارون کے بعد ہندوستان کا وائسرائے بنایا جائے گا۔

مدراس ۲۸ مارچ اخبار "ہندو" کا نامہ نگار لنڈن سے بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے۔ کہ سر لزلی سکاٹ اور پارلیمنٹ کے بعض قانون پیشہ ممبروں کی مخالفت کی وجہ سے حکومت نے ہندوستان کی عدالت ہائے عالیہ کا مسودہ قانون واپس لے لیا ہے۔

اسٹیٹسمین کے خاص نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ روسی افغانستان کی شمالی سرحد پر فوجوں کا اجتماع کر رہے ہیں اور افغانستان میں روسیوں کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔

احمد آباد ۲۸ مارچ آج صبح احمد آباد میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا۔ بعض نیچ جاتی کے ہندو ہولی کا جلوس نکال رہے تھے کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا تصادم ہو گیا۔ لاٹھیاں استعمال کی گئیں سات مسلمان اور دو ہندو زخمی ہوئے۔

نئی دہلی ۳۱ مارچ۔ مسلم لیگ کے حلقوں میں پھوٹ نے بدتر صورت اختیار کر لی۔ نازک صورت حالات پر مسٹر جناح نے اس طرح قابو پایا ہے کہ لیگ کے اجلاس کو انہوں نے غیر معین وقت کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۳۱ مارچ۔ اطلاع ملی ہے کہ مسلم لیگ کی سبجکٹس کمیٹی نے کل شام سر محمد شفیع کی جانب سے موصول شدہ ایک خط پر بحث کی جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا۔ کہ اتحاد اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ دہلی کانفرنس کا ریزولیوشن منظور نہ کر لیا جائے۔ کچھ ممبروں نے اس خط کے نفس مضمون کے خلاف ناراضگی کا اظہار کیا۔ مولانا محمد علی نے کہا شفیع پارٹی کے ساتھ سمجھوتہ ہونا چاہئے۔ مسٹر شیروانی (سوراجی) نے کہا ہمیں باغیوں کو کوئی جگہ نہ دینی چاہئے۔ مولانا شوکت علی اور چند ایک دیگر اصحاب مسٹر شیروانی کے الفاظ کے خلاف بطور پروٹسٹ جلسہ سے اُٹھ کر چلے گئے۔ انہوں نے حکیم جمیل خان کے مکان پر ایک جلسہ کیا۔ جہاں انہوں نے مسٹر جناح کے مسودہ پر بحث کی۔

دہلی یکم اپریل۔ جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے جو جماعت احمدیہ کی طرف سے آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ منعقدہ دہلی میں شامل ہوئے تھے۔ یکم اپریل حسب ذیل تار ارسال کیا ہے۔ فرماتے ہیں کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکا۔ تاہم کوششیں ابھی جاری ہیں نہرو والی ممبر سمجھوتہ کی مخالفت کرتے ہیں لیگ کا سیشن ملتوی کر دیا گیا۔ کوئی ریزولیوشن پاس نہیں ہو سکا۔ کونسل کا کام ابھی جاری ہے۔ کانفرنس علیحدہ کام کر رہی ہے۔

لاہور میں ۳۱ مارچ حسب ذیل تار پہنچا ہے۔ قندھار ۳۰ مارچ۔ ۲ بجکر ۳ منٹ۔ آج نو بجے شاہ امان اللہ خان بنفس نفیس ۳۲ ہزار سپاہی اور مجاہدین قندھاری کی معیت میں کابل کی سمت روانہ ہوئے۔

پشاور ۳۱ مارچ ضلع کوہاٹ سے آزاد اقوام کا جو علاقہ ملحق ہے۔ اس کا نام کلاجا ہے وہاں شیعوں اور سنیوں میں لڑائی ہو رہی ہے دو برس کا عرصہ گذرا۔ اس وقت بھی شیعہ اور سنیوں میں اسی علاقہ میں بہت شدید لڑائی ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ سنیوں نے زبردستی شیعوں کو انکے علاقہ سے خارج کر دیا تھا۔

پشاور ۳۱ مارچ جنرل نادر خان اور سردار شاہ ولی خان بمعیت غیاث الدین غلزئی ماتون سے جانب گردیز روانہ ہو گئے ہیں۔

نئی دہلی ۳۰ مارچ افواج ہند کے سالار اعظم یکم اپریل کو بعزم راولپنڈی یہاں سے روانہ ہو گئے۔ وہاں سے آپ پشاور خیبر مالاکنڈ خوست درگئی اور مردان کا دورہ کرینگے۔ اور مراجعت فرمائے دہلی ہونے سے پیشتر

ممالک غیر کی خبریں

ٹوکیو ۲۸ مارچ یہ خبر موصول ہونے پر کہ آج چین جاپان کے سمجھوتہ پر دستخط ہو گئے جنرل سٹاف نے شانٹنگ میں جاپانی فوج کے کمانڈر کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ فوجیوں کے تخلیہ کے لئے تیار ہو جائے۔ یہ تخلیہ ۳۱ مئی تک مکمل ہو جائیگا۔

لنڈن ۲۷ مارچ ملک معظم نے بیماری کے بعد پہلی سرکاری رسم میں شرکت فرمائی۔ بوگنور میں آپ نے کنٹربری اور یارک کے آرک بشپوں کو باریابی کا شرف بخشا جنہوں نے ہز مجسٹی کے سامنے اطاعت کا حلف اٹھایا۔ مسٹر بالڈون (وزیراعظم) نے حلف نامہ پڑھا

لنڈن ۲۷ مارچ دیوان عام میں فوج اور ہوائی جمعیت کے سالانہ اخراجات کے بل میں لیبر پارٹی نے یہ ترمیم پیش کی تھی۔ کہ جو سپاہی میدان جنگ میں بزدلی دکھلاتے ہیں ان کے لئے موت کی سزا موقوف کر دی جائے۔ لیکن یہ ترمیم ۱۰۸ ووٹ کے مقابلہ میں ۱۷۴ ووٹ کی کثرت سے مسترد ہو گئی۔

پیرس ۲۶ مارچ فرانس کے زمانہ حال کے سب سے بڑے سپاہی مارشل فاش کا جنازہ نہائت شان سے ساتھ اُٹھایا گیا تمام اتحادی ممالک کے ڈیلیگیٹ اور نمائندے موجود تھے۔ برطانیہ کی طرف سے پرنس آف ویلز اور متعدد جنرل اور امیر البحر آئے تھے پیرس کے بازاروں میں ۲۰ لاکھ تماشائی صف بستہ تھے۔ بالاخانوں اور دریچوں میں لوگ گھنٹوں پہلے آ بیٹھے تھے۔ ایک ایک دریچہ کا کرایہ آٹھ آٹھ پونڈ تک پہنچ گیا۔ مارشل فاش کو شہنشاہ نپولین کے مقبرہ کے قریب دفن کیا گیا۔

نانکنگ ۲۸ مارچ اگرچہ گورنمنٹ کے تین سرکردہ ارکان اور جمہوری حکومت کے پریزیڈنٹ نے "مارشل لی چائی نس" کی سلامتی کا ذمہ لیا تھا۔ باوجود اس کے اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا وہ کانٹن کا گورنر تھا۔ اور بڑی حد تک اس معاہدہ کا ذمہ دار تھا۔ جو چین و انگلستان کے درمیان ہوا تھا۔

ام القریٰ اپنی اشاعت مورخہ ۱۸ مارچ میں لکھتا ہے۔ کہ اس تاریخ تک سمندر کے راستے آنے والے عازمین حج کی تعداد ۷۴۸۴۳ تک پہنچ چکی ہے۔

پیرس ۳۰ مارچ ماہرین تاوان جنگ کی کانفرنس جاری ہے لیکن اس بات کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا کہ کس قدر رقم جرمنی کو ادا کرنی ہوگی کہا جاتا ہے۔ کہ جرمنی کے پیشکش اور اتحادیوں کے مطالبہ کے درمیان بھاری تفاوت ہے۔

طہران ۲۸ مارچ افواہ ہے کہ "آذربائیجان کا جنرل افسر کمانڈنگ کردوں کے ساتھ ایک لڑائی میں مارا گیا ہے کیونکہ کردوں نے جدید ایرانی لباس اور پہلوی کلاہ پہننے سے انکار کر دیا تھا۔ اور کچھ عرصہ سے وہاں فساد اور ہنگامہ کی کھچڑی پک رہی تھی اس واقعہ کے نتیجہ کے طور پر سیجبلاغ کے مقام پر فوجیں جمع کی جا رہی ہیں۔ صورت حال ابھی اخفا میں ہے۔

عبدالرحمن قادیانی بی اے پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر ... سے قادیان سے شائع کیا